REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N-61/57

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم — و علیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTEL REGISTRATION NO. PR.GDP-3.

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۳۷ — شمارہ ۲۵

ایڈیٹر: عبدالحق فضل

نائب: قریشی محمد فضل اللہ

شرح چندہ: سالانہ ۵۰ روپے، ششماہی ۲۵ روپے، ممالک غیر بذریعہ بحری ڈاک ۲۰۰ روپے، فی پرچہ ایک روپیہ

THE WEEKLY "BADR" QADIAN - 143516

۸ ذیقعدہ ۱۴۰۸ ہجری — ۲۳ احسان ۱۳۶۷ ہش — ۲۳ جون ۱۹۸۸ عیسوی

کلمہ طیبہ کے خلاف ضیاء حکومت کا بھیانک کردار

پاکستان سے احمدیوں سے متعلق تازہ اطلاع

۱۔ **ربوہ**:۔ ایس ایچ او ربوہ نے ۱۴ اپریل کو ربوہ میں ۵ مختلف مقامات سے کلمہ طیبہ مٹا دیا ہے۔ یہ کارروائی ڈی ایس پی کی ہدایت پر ہوئی ہے۔ بس سٹینڈ کے قریب ایک بورڈ پر، صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے پرائیویٹ احاطہ میں کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ مختلف مقامات پر درج تھے۔

۲۔ **ربوہ**:۔ مکرم رفیق احمد مرزا صاحب آف ربوہ کو اپنے مکان پر کلمہ طیبہ لکھنے کے جرم میں ۲ سو روپے جرمانہ اور تا عدالت برخواست سزا دی گئی۔

۳۔ **اٹک**:۔ مکرم مبارک احمد صاحب کو اپنی بچی کی شادی کے دعوتی کارڈ پر "بسم اللہ" لکھوانے کے جرم میں ۶ ماہ قید کی سزا دی گئی ہے۔ اُن کی ضمانت کروائی گئی ہے۔

۴۔ **نارووال**:۔ ۱۰ مارچ کو پولیس نے احمدیہ مسجد نارووال ضلع سیالکوٹ سے کلمہ طیبہ کی تختی اتارنے کیلئے مربی سلسلہ (احمدیہ مشنری) مکرم منصور احمد صاحب ناصر کو حکم دیا۔ اُن کے انکار پر پولیس نے کلمہ کی تختی خود اتار دی اور مکرم منصور احمد صاحب کو زیر دفعہ B-298 پرچہ درج کر کے حوالات میں بند کر دیا۔ ۸ مئی کو عدالت سے اُن کی ضمانت نامنظور ہو گئی ہے۔

۵۔ **فیصل آباد**:۔ مکرم شیخ عبد القدیر صاحب کو "الیس اللہ بکاف عبدہٗ" کی انگوٹھی پہننے کے جرم میں زیر دفعہ 298/C گرفتار کر لیا گیا ہے۔

۶۔ **کوئٹہ**:۔ یکم مئی کو مکرم عبد الرحمٰن صاحب کو اُن کی دوکان سے گرفتار اس لئے کیا گیا کہ انہوں نے اپنی دوکان پر کلمہ طیبہ کا سٹکر لگایا ہوا تھا۔ یاد رہے کہ ایک سال قبل بھی وہ کلمہ طیبہ کے سلسلہ میں ایک سال جیل میں رہ چکے ہیں۔

۷۔ **جھنگ**:۔ ۱۸ اپریل کو مکرم صوفی غلام حسین صاحب کے دو لڑکوں کو دوکان کے شوکیس پر کلمہ طیبہ کا سٹکر لگانے کی وجہ سے پولیس نے گرفتار کر لیا۔ بعد میں امیر جماعت احمدیہ جھنگ کے رابطہ کی وجہ سے اُن کے ایک لڑکے بشیر احمد کو چھوڑ دیا مگر دوسرے لڑکے رفیع احمد کا چالان کر کے زیر دفعہ 295/C مقدمہ درج کر کے جیل بھجوا دیا گیا۔ ستم کی بات یہ ہے کہ اس مقدمہ میں سٹی مجسٹریٹ خود مدعی ہیں۔

۸۔ **وہاڑی**:۔ مولوی منظور چنیوٹی کی تقریر کے بعد پولیس نے ایک احمدی مکرم نامہ یار احمد بھٹی کو اُن کے گھر سے کلمہ مٹانے کیلئے کہا مگر انہوں نے انکار کر دیا جس پر پولیس نے خود کلمہ مٹا دیا۔ بعد ازاں وہاڑی کی مسجد سے بھی کلمہ مٹا دیا گیا۔

۹۔ **سمبڑیال**:۔ ضلع سیالکوٹ میں جن احمدیوں کے گھروں پر کلمہ لکھا ہوا ہے پولیس اُن کو بار بار تنگ کر رہی ہے اور تھانہ میں بُلا کر حوالات میں بند کر کے پرچہ نہ ہونے پر چھوڑ دیتی ہے۔ پولیس برملا اظہار کر چکی ہے کہ مولویوں کو راضی کر لو ورنہ ہم مجبور ہیں۔ اس ضمن میں ۱۵ اپریل کو ۱۲ احمدیوں کے خلاف پرچہ درج کر لیا گیا ہے۔

(از احمدیہ پریس کمیٹی قادیان (پنجاب))

اخبار احمدیہ

قادیان ۱۹ احسان (جون) سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بارہ میں ہفتہ زیر اشاعت کے دوران ملنے والی تازہ ترین اطلاع مظہر ہے کہ حضور پر نور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیریت و عافیت ہیں۔ اور دن رات مہمات دینیہ کے سر کرنے میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ الحمد للہ۔

احباب کرام التزام کے ساتھ اپنے جان سے پیارے آقا کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر اور مقاصد عالیہ میں فائز المرامی کے لئے درد دل سے دعائیں کرتے رہیں۔

⊙ مقامی طور پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان مع محترمہ سیدہ بیگم صاحبہ اور جملہ درویشان کرام و احباب جماعت بفضلہ تعالیٰ خیر و عافیت سے ہیں۔ الحمد للہ

افسوس! محترمہ سیدہ سیدہ بیگم صاحبہ رحلت فرما گئیں

بڑے دُکھ کے ساتھ یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ محترمہ سیدہ سیدہ بیگم صاحبہ بیگم محترم ملک عمر علی صاحب رئیس ملتان تقریباً ۷۰ سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ مرحومہ حضرت میر محمد اسحٰق صاحب رضی اللہ عنہ کی دوسری صاحبزادی تھیں۔ ربوہ میں قیام تھا۔ کچھ عرصہ سے طبیعت زیادہ کمزوری اور نقاہت محسوس کر رہی تھی وفات سے چند روز قبل بغل میں گلٹی کے زخم کا اظہار فرمایا چنانچہ محترم ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب نے اپریشن کیا BIOPSY کروائی لاہور میں علاج شروع ہوا۔ مگر چند روز کے علاج میں کمزوری بڑھتی ہی گئی یکم جون شام سات بجے لاہور عمر ہسپتال میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ٥

ادارہ بدر اس غم و اندوہ کے موقعہ پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ اور مرحومہ کے جملہ پسماندگان سے دلی تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمادے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمادے اور ہر طرح سے حامی و ناصر ہو۔

(ادارہ)

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر نگران بورڈ بدر قادیان

خطبہ جمعہ

پاکستان میں جماعت احمدیہ پر مظالم کا جو دور چند سال پہلے شروع ہوا تھا

ایک ایسی منزل کی طرف بڑھ رہا ہے جسے ہم فیصلہ کن منزل قرار دے سکتے ہیں

اس کے نتیجے میں ایک بہت اہم اعلان ہے جو میں آخر پہ کرنا چاہتا ہوں

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۷ ہجرت (مئی) ۱۳۶۷ھش / ۱۹۸۸ء بمقام مسجد فضل لندن

محترم عبد الحمید صاحب غازی ۱۱۳ گریسن ہال روڈ لندن کا مرتب کردہ یہ نہایت بصیرت افروز خطبہ جمعہ ادارہ بدر، شکریہ اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین کر رہا ہے — (ایڈیٹر)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد فرمایا:

پاکستان میں جماعت احمدیہ پر مظالم کا جو دور چند سال پہلے شروع ہوا تھا اب رفتہ رفتہ اپنے

نقطۂ انجام کو پہنچ

رہا ہے اور ایک ایسی منزل کی طرف بڑھ رہا ہے جسے ہم فیصلہ کن منزل قرار دے سکتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب یہ معاملہ ایسے میدان میں قدم رکھنے والا ہے جہاں فیصلے خدا کی تقدیر کی طرف سے ہوا کرتے ہیں اور آسمان سے نازل ہوتے ہیں۔ ضروری ہے کہ اس نکتہ نگاہ سے جماعت احمدیہ کو اور جماعت احمدیہ کے مخالفین کو بھی اس صورت حال سے پوری طرح وضاحت کے ساتھ آگاہ کر دیا جائے۔ اور جس حد تک بات کو کھول کر بیان کر دینا ضروری ہے اس حد تک اس بات کو خوب کھول کر بیان کیا جائے۔

چونکہ یہ مضمون لمبا ہے اور یہ ایک خطبے میں سمیٹا نہیں جا سکے گا۔ اس لئے میں کوشش کروں گا کہ

اس مضمون کو دو یا تین خطبات میں مکمل کر لوں اور آئندہ عید سے پہلے

اس آخری سال میں، اس مضمون کا بیان ہونا ویسے بھی بہت ضروری ہے کیونکہ یہ ساری باتیں آپس میں تعلق رکھنے والی باتیں ہیں۔

جب ۲۶ اپریل ۱۹۸۴ء کو وہ بدنام زمانہ آرڈیننس جاری کیا گیا جسے اُس وقت کے فوجی ڈکٹیٹر جنرل ضیاء الحق صاحب نے اپنے فرمان سے جاری کیا۔ اس آرڈیننس کی تفاصیل سے ساری جماعت واقف ہے اور جماعت ہی نہیں بلکہ تمام دنیا اس سے کم و بیش واقف ہو چکی ہے۔ کیونکہ اس کے متعلق عالمگیر جماعت احمدیہ نے ہر قسم کی کوشش کر کے اور ہر قسم کے ذرائع کو کام میں لا کر ساری دنیا کو اس کی تفصیل سے آگاہ کرنے کی کوشش کی۔ اور اس کے بعد جو نتائج پیدا ہوئے ان سے آگاہ کیا اور یہ سلسلہ ہر طرف مسلسل جاری ہے اور دنیا کے چوٹی کے اخبارات نے بھی انسانی حقوق سے تعلق رکھنے والے اداروں نے بھی اور عالمی سطح پر شہرت رکھنے والے وکلاء نے بھی جنہوں نے انسانی حقوق کی حفاظت کے لئے وقف کر رکھا ہے۔ ان کے علاوہ مشرق و مغرب کے اخبارات نے، نیز دانشوروں نے اس بارے میں

نظم و نثر کے ذریعے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے

اور جہاں تک باشعور دنیا کا تعلق ہے ہم کسی حد تک اطمینان سے کہہ سکتے ہیں کہ باشعور دنیا کو جماعت احمدیہ کے مسائل کے متعلق، گزشتہ چند سالوں سے پہلے کبھی، اس دور میں حاصل ہونے والی واقفیت کے مقابل پر ہزارواں حصہ بھی واقفیت نہیں تھی۔ یعنی جب سے جنرل ضیاء الحق صاحب نے یہ فرمان جاری کیا ہے، اُس سے پہلے کی باشعور دنیا کو احمدیت کا کیا علم تھا۔ آپ اس کا جائزہ لیں۔ اور وہ جماعت احمدیہ کے مسائل سے کس حد تک واقف تھی اور جماعت احمدیہ کے مقابل پر اُس کے مخالف اندرونِ اسلام طاقتوں نے کیا کیا حرکتیں کیں، ان باتوں سے واقف تھی، آپ یہ دیکھ کر حیران ہوں گے کہ دنیا کا عشر عشیر بھی ہزارواں حصہ بھی، بلکہ لاکھواں حصہ بھی کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا، ہمارے مسائل سے واقف نہیں تھا۔

پس اس دور میں خدا تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو ساری دنیا میں عظیم الشان خدمت کی توفیق بخشی ہے اور اپنے مظلوم بھائیوں کی آواز کو، اُن کے مسائل کو، جماعت احمدیہ کے مسائل کو، دنیا تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائی ہے، اُس کے نتیجے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ

دنیا کا ایک بڑا باشعور طبقہ، جس کا دنیا کے معاملات کو چلانے سے تعلق ہے

یعنی خواہ وہ حکومت کے افراد ہوں، خواہ حکومت سے باہر سیاسی دنیا سے تعلق رکھنے والے لوگ ہوں۔ یا اخباروں میں لکھنے والے مقالہ نویس یا دانشور ہوں، ان میں سے ایک بھاری نمائندگی کو جماعت احمدیہ کے مسائل سے پوری طرح واقفیت ہو چکی ہے۔ اس لئے اس آرڈیننس پر تفصیلی بحث کی اس وقت ضرورت نہیں۔ اور وہ تفصیلی بحث میں اس سے پہلے چھیڑ بھی چکا ہوں۔ اب میں مختصراً اس آرڈیننس کے نتیجے میں جو مظالم جماعت پر ہوئے اور جو واقعات اُن مظالم سے تعلق رکھنے والے رونما ہوئے ان سے متعلق میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ آج کے خطبے میں، میں کسی حد تک اسی مضمون کے اس حصے کو ادا کر سکوں گا۔

سب سے پہلے تو میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ صدر ضیاء الحق صاحب نے جب یہ آرڈیننس جاری فرمایا تو انہوں نے بعض وضاحتیں خود پیش کیں اور دنیا کو یہ بتایا کہ کیوں آخر وہ

ایسا بظاہر جاہلانہ، انتہائی احمقانہ آرڈیننس پیش کر رہے ہیں۔

اس کے پیچھے کچھ حکمت ہونی چاہئے۔ ان کے الفاظ میں اس آرڈیننس کا پس منظر کیا تھا۔ ان کے ذہن میں وہ کون سے محرکات تھے جو اس آرڈیننس کو جنم دینے پر منتج ہوئے اُس کے متعلق وضاحت کی

سب سے پہلے ۵ مئی ۱۹۸۴ء کو آپ نے یہ بیان جاری فرمایا کہ "میں مسلمان ہوں۔ اس حیثیت سے ہر وہ فیصلہ کروں گا جس کا اسلام نے حکم دیا ہے۔ قادیانیوں کے متعلق فیصلہ نفاذِ اسلام کا ایک حصہ ہے۔ میں ایک خادمِ اسلام کی حیثیت سے

اسلام کو ہر شعبے میں نافذ کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔"

(بحوالہ الیوننگ سپیشل۔ کراچی ۵ مئی ۱۹۸۴ء) آرڈیننس کے نفاذ کے بعد قوم کے نام اُن کا یہ پہلا پیغام تھا جس میں اُنہوں نے وضاحت فرمائی اور عملاً واقعہ یہ ہے کہ جب آپ اس بیان کی روح معلوم کرنے کی کوشش کریں کہ دراصل اس کا مقصد کیا تھا۔ تو معلوم یہ ہوتا ہے کہ چونکہ انہوں نے اپنی دانست میں ایسا آرڈیننس جاری کیا تھا جس کے نتیجے میں وہ قوم میں بے حد ہر دلعزیز ہو چکے تھے۔ اور جس کے نتیجے میں اُن کی اسلامی شخصیت بڑی نمایاں طور پر قوم کے سامنے ابھری تھی۔ اس لئے اس شہرت کی دھوپ میں نہانے کے طور پر انہوں نے یہ پیغام دیا۔ جس طرح انگریزی میں کہا جاتا ہے کہ شہرت کی دھوپ میں بعض لوگ نہاتے ہیں۔ اور لطف اُٹھاتے ہیں، کپڑے اتار کر باہر بیٹھ جاتے ہیں کہ اس دھوپ سے اپنے بدن کو سینکیں اور اور زیادہ لطف محسوس کریں۔ تو اس بیان سے اُن کی جو سیاسی کیفیت معلوم ہوتی ہے وہ یہی ہے کہ ایک آرڈیننس جاری کیا اور اُس کے بعد لطف اُٹھانے کے لئے اور قوم کو مزید یاد دلانے کے لئے کہ میں وہ مسلمان ہوں وہ مردِ مجاہد ہوں جس نے اسلام کی اتنی عظیم الشان خدمت کی ہے اور پھر مزید وعدہ کیا کہ آپ فکر نہ کریں، میں اس خدمت میں مستعد ہو چکا ہوں۔ اب خدمتوں کا ایک سلسلہ جاری ہونے والا ہے۔ اور آپ لوگ دیکھیں گے کہ کس طرح اسلام دن بدن میری صدارت میں یا میری ڈکٹیٹر شپ کے اندر ہر پہلو سے، ہر شعبۂ زندگی میں ترقی کرتا ہے

چنانچہ اس بیان کے دو سال بعد ایک اور بیان جاری کیا جس میں اُنہوں نے فرمایا:"

"پاکستان کو اسلامی فلاحی مملکت کا نمونہ بنایا جائیگا"

(بحوالہ رسالہ امن ۲ جون ۱۹۸۶ء کراچی)

یعنی آرڈیننس کے جاری کرنے کے دو سال بعد تک ارادے اتنے بلند تھے اور وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ ایسی منزل کی طرف بڑھ رہے ہیں اور کامیابی کے ساتھ بڑھ رہے ہیں جہاں دعاوی کو مزید زیادہ بلند بانگ بنایا جا سکتا ہے چنانچہ پہلے تو محض عمومی طور پر اسلام کے نفاذ کا وعدہ تھا۔ اب فرمایا کہ پاکستان کو اسلامی فلاحی مملکت کا نمونہ بنایا جائے گا۔ اس کے لئے مزید اقدامات کئے جائیں گے۔ اور اُنہوں نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں پاکستان کو اسلامی فلاحی مملکت بنانے کی توفیق اور حوصلہ عطا کرے

پھر آپ نے اس فیصلے کو ساری دنیا پر واضح کرنے کے لئے، کہ جماعت احمدیہ کے خلاف اتنے سنگین اقدامات کیوں اختیار کئے جا رہے ہیں، لندن میں ہونے والی "عالمی ختم نبوت کانفرنس" کے نام صدر ضیاء نے ایک پیغام بھجوایا اور یہ ہدایت کی کہ پاکستان کی ایمبسی کی طرف سے باقاعدہ رسمی طور پر، پاکستان سفارتخانے کا نمائندہ جا کر یہ اعلان پڑھے۔ چنانچہ جہاں تک مجھے علم ہے اُس وقت کے پاکستان کے سفیر بھی وہاں موجود تھے بطور مہمانِ خصوصی اور اُن کی موجودگی میں پاکستان ایمبسی کے کسی نمائندے نے یہ اعلان پڑھا۔ اعلان یہ تھا کہ "پاکستان کی حکومت اس بات کو یقینی بنانے کی کوشش کر رہی ہے کہ

قادیانیت کے کینسر (CANCER) کا قلع قمع کیا جا سکے"

یعنی اور باتوں کے علاوہ یہ تحدی، اور یہ ارادے ہیں احمدیت کو نیست و نابود کرنے کے، جن پر وہ قائم ہے اور لفظ کینسر کے ذریعہ انہوں نے دنیا کو یہ پیغام دیا کہ یہ ایک ایسی بیماری ہے جس کا علاج کوئی نہیں۔ پس جب کوئی کینسر کا مریض ہو جائے اور اُس کو خدا پر اعتقاد نہ ہو تو وہ یہی سمجھتا ہے کہ یا وہ مارا جائے گا۔ یا ڈاکٹر اس کو کاٹ کر الگ پھینک دیں۔ تو صدر ضیاء الحق صاحب کے پاس بھی "دعا" کا تو کوئی علاج نہیں تھا۔ وہ تو "چارہ" تھا نہیں جو وہ کر سکتے چنانچہ ان کے پاس ایک ہی راہ تھی کہ وہ اس کینسر کو کاٹ پھینکنے کے عزم کا اعلان کرتے۔ چنانچہ وہ اعلان ساری دنیا کے سامنے کیا گیا۔

اس کے بعد مظالم کے کچھ سلسلے جاری ہوئے۔ کیونکہ یہ فرضی اعلانات نہیں تھے۔ صدر مملکت اپنے آپ کو ساری دنیا کے سامنے COMMIT کر رہا ہے اور مغربی دنیا کے سامنے جو حیوان کی آزادی کے متعلق بہت ہی بلند تصورات رکھتی ہے خواہ اپنا عمل ایسا ہو یا نہ ہو اور جرأت کے ساتھ اس قسم کے اعلان، ایسی دنیا میں تمام ہوشمند انسان نہیں کر سکتا تو معلوم ہوتا ہے یہ کوئی ایسا قطعی فیصلہ تھا جس کے سارے پہلوؤں پر غور کر لیا گیا تھا اور اُس کے بعد اِن تمام خطرات کو ملحوظ رکھتے ہوئے۔ کہ دنیا میں ہماری کیسی بدنامی ہوگی لوگ کیا کہیں گے کہ

یہ کس قسم کے اسلامی ملک ہیں، یہ کس قسم کے سربراہ ہیں'

ان سب باتوں کو توازن کرنے کے بعد، پورے ناپ تول کے بعد یہ اعلان کیا گیا ہے کیونکہ صدرانِ مملکت کے اس قسم کے اعلان جو رسمی طور پر باقاعدہ ایمبیسی کی طرف سے پیش کئے جائیں وہ یونہی اتفاقی جذبات کے نتیجے میں نکلی ہوئی باتیں نہیں ہوا کرتیں۔ تو میں اس لئے اس کی وضاحت کر رہا ہوں کہ یہ بڑی اہمیت رکھنے والا اعلان تھا۔ اور پاکستان میں جو کچھ سلسلے رونما ہوئے ان اعلانات کے بعد۔ اور حکومت کی طرف سے جو اقدامات کئے گئے۔ وہ اس بات کی گواہی دیتے ہیں۔

اس کے بعد کیا کچھ ہونا تھا۔ اس سلسلے میں (روزنامہ امن کراچی میں) جمعہ خاں کے قلم سے جو دلچسپ اداریئے یا مقالات شائع ہوتے رہے ہیں، ان کی ایک عبارت میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں کیونکہ جو کچھ اس میں بیان کیا گیا ہے یوں معلوم ہوتا ہے کہ احمدیت کے اوپر ہونے والے واقعات کا خلاصہ بیان کیا گیا ہے بلکہ احمدیت کے ساتھ ہی نہیں، پوری قوم کے ساتھ جو کچھ ہو جانا تھا، اس کا خلاصہ بیان کیا گیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

"بہت سی قومیں آزادی حاصل کرنے کے لئے اُن فرعونوں سے لڑ رہی ہیں جو زمین پر خدا بنے بیٹھے ہیں اُن میں کسی نے جُبّے اور دستار کو اپنی علامت بنا کر خود کو واعظ مشہور کر رکھا ہے۔ کوئی فوجی وردی میں ہے اور اسلحہ کی طاقت پر اِتراتا ہے۔ کسی نے شرافت کو اپنا لباس بنایا ہے۔ جمہوریت کا نعرہ لگایا ہے اور وہ خود کو نجات دہندہ بتاتا ہے۔ ان شیطانوں نے خود کو مادر پدر آزاد کر رکھا ہے۔ اور دوسروں سے کہتے ہیں کہ اطاعت کرو۔"

یعنی خود کو مادر پدر آزاد کر رکھا ہے آپ کسی ضابطے اور کسی اصول کے پابند نہیں ہیں اور دوسروں کو کہتے ہیں کہ ہماری اطاعت کرو۔

"...... وہ اپنی اطاعت چاہتے ہیں اور اُن کا بس نہیں چلتا ورنہ وہ لوگوں کو یہ حکم بھی دیدیتے کہ انہیں سجدہ کیا جائے۔ ویسے عملاً انہوں نے لوگوں کو سجدہ کرنے پر مجبور کیا ہوا ہے ....."

یہ حصہ احمدیت سے تعلق رکھنے والا حصہ رہ گیا ہے۔ کامل یقین اور پورے اعتماد سے میں کہہ سکتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کسی احمدی نے کسی فرضی خدا کو کبھی سجدہ نہیں کیا نہ آئندہ کبھی کوئی احمدی کسی فرضی خدا کو سجدہ کرے گا۔

پھر وہ لکھتے ہیں:

"— جو بھی اُن کے آمرانہ احکام کو نہیں مانتا اُس کے لئے پھانسی گھاٹ ہے۔ کوڑے ہیں۔ قید خانے ہیں۔"

یہ وہ پس منظر تھا یعنی حکومت کی بالارادہ کوششوں کا پس منظر جس کے بعد رونما ہونے والے واقعات ہمیں بتاتے ہیں کہ جو کچھ احمدیت کے متعلق بد ارادوں کا اظہار کیا گیا تھا ان کو پورا کرنے میں کمی نہیں کی گئی بلکہ جو کچھ اظہار کیا گیا اُس سے بڑھ کر کرنے کی کوشش کی گئی۔

احمدیوں کو اُن کے تمام بنیادی انسانی حقوق سے محروم کر دیا گیا۔ خدا کا نام لینا جرم ہو گیا۔ کسی کو سلامتی کی دعا تک دینا جرم ہو گیا۔ اذان کی آواز بلند کرنا جرم ہو گیا یہ اعلان جرم ہو گیا کہ خدا ایک ہے اور اُس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ یہ اقرار جرم ہو گیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے بندے اور اُس کے رسول ہیں۔ قرآن کی تلاوت جرم بن گئی۔ کلمۂ شہادت کا بیج BADGE سینے پر لگانا جرم ہو گیا۔ یہ جرم ہو گیا کہ مساجد کی پیشانی پر توحید باری تعالیٰ کا اعلان سجایا جائے۔

یہ قرار پایا کہ سب جرائم ایسے سنگین ہیں کہ ان سے کسی طرح بھی چشم پوشی نہیں کی جا سکتی۔ یہ اعلان کیا گیا کہ یہ سب جرائم مسلمانوں کے نازک مذہبی جذبات کو کچلنے والے اور زخمی کرنے والے ایسے جرائم ہیں جو سنگین دلآزاری کی ذیل میں آتے ہیں۔ یہ فیصلہ کیا گیا کہ ایسے امور اگر کسی بھی رسالے میں شائع ہوں تو اُس رسالے کو ضبط کر لیا جائے۔ اُس رسالے کے ایڈیٹر اور مینیجر کے خلاف سخت قانونی اقدامات کئے جائیں اور اگر کسی کتاب میں ان باتوں کا ذکر کسی احمدی کی طرف سے شائع ہو تو اُس کے خلاف بھی اسی قسم کے سنگین اقدامات کئے جائیں۔ یہ تقدیر جاری کی گئی کہ اگر احمدی سیدنا و مولانا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے گن گائیں تو اُن کے خلاف تعزیرات پاکستان کے تحت ہتک رسول کے مقدمات درج کئے جائیں جن کی سزا موت بھی ہو سکتی ہے۔

یہ تمام اقدامات کئے گئے اور اسلامی انصاف کا ایک ایسا بگڑا ہوا تصور دنیا کے سامنے پیش کیا گیا جو اسلام کے حسین چہرے کو انتہائی ظالمانہ طور پر بدزیب اور مکروہ اور ماؤف کر کے دکھاتا ہے۔ یہ اقدامات صرف ظاہری طور پر اُن جرائم کی سزا دینے پر منتج نہیں ہوئے جن کا میں نے ذکر کیا ہے بلکہ اس کے اور بھی بہت سے اثرات پیدا ہوئے جن کی وجہ سے تمام پاکستان احمدیوں کے لئے ایک انتہائی دردناک جیل خانے کی صورت اختیار کر گیا۔

یہ روحانی، مذہبی اور انسانی طور پر احمدیوں کی آزادی چھیننے والے اقدامات تھے

لیکن اس ظلم کے سائے میں اور بہت سے مظالم پیدا ہوئے اور احمدیوں کے لئے ساری فضا کو دُکھ سے بھر دیا گیا۔ چنانچہ احمدیوں کے تمام دنیاوی حقوق بھی اُن سے کلیۃً چھین لئے گئے۔ میں آپ کے سامنے چند مثالیں رکھوں گا جو اعداد و شمار کی صورت میں یہ ظاہر کرتی ہیں کہ واقعتہً ان اقدامات کے نتیجے میں احمدیوں کو کن مصیبتوں اور دکھوں میں سے گذرنا پڑا اور گذرنا پڑ رہا ہے۔ لیکن اُن کو بیان کرنے سے پہلے اُس عمومی فضا کا ذکر کرنا ضروری ہے جسے اعداد و شمار میں پیش نہیں کیا جا سکتا اور اُس کے لئے کوئی ایسے معین ثبوت نہیں ہیں جن کو دنیا کے سامنے رکھا جا سکے۔ لیکن پاکستان کا بچہ بچہ اُن باتوں سے واقف ہے

مثلاً اُن گلیوں سے گذرتے ہوئے جب احمدیوں کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا جاتا ہے اور سخت دلآزار باتیں، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف کی جاتی ہیں تو اس کا کون سا ریکارڈ ہے جو دنیا کے سامنے پیش کیا جائے۔ دنیا کو یہ کیسے دکھایا جا سکتا ہے کہ قید ہونے کے مقابل پر اُن احمدیوں کے لئے یہ تکلیف بہت زیادہ دردناک اور آزمائش اور ابتلا میں ڈالنے والی تکلیف ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق گلیوں کے لونڈے اور اوباش لوگ سخت گندی اور غلیظ زبان استعمال کریں۔ مگر بہرحال اس قسم کی تکلیفیں تو مسلسل جاری ہیں بعض جگہوں پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر کو سانپ کی شکل میں بنا کر احمدیوں کی دکانوں کے سامنے آویزاں کیا گیا اور وہاں باقاعدہ پہرے لگائے گئے کہ اگر کوئی احمدی اس تصویر کو ہٹانے کی کوشش کرے تو اُس کے ہاتھ توڑ دیئے جائیں۔ اور اگر کوئی احتجاج کرے تو اُس کو گھسیٹ کر تھانے میں پہنچا دیا جائے کہ انہوں نے ہماری لگائی ہوئی تصویر کو ہٹا کر ہمارے جذبات کو مجروح کیا ہے اور واقعتہً ایسا ہوا۔

احمدیوں کے لئے اس قدر دردناک فضا پیدا کر دی گئی ہے کہ سارے پاکستان میں، ہر گھر میں، بچے بچے نے درد سے کلبلانا شروع کر دیا۔ مجھے چھوٹے چھوٹے بچوں کے ایسے خط موصول ہوتے ہیں اور مسلسل ہوتے رہے ہیں کہ وہ یہ برداشت نہیں کر سکتے۔ کہتے ہیں کہ ظلم کی یہ راتیں کب ختم ہوں گی۔ ہم کب تک حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف اور سلسلۂ عالیہ احمدیہ کے بزرگوں کے خلاف ایسی ناپاک اور گندی زبان سنتے رہیں گے۔

یہ ساری باتیں پاکستان کی دلآزاری کی تعریف میں نہیں آتیں لیکن حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت پڑھنا دلآزاری کی تعریف میں آجاتا ہے۔ خدا کی حمد بیان کرنا اور کسی کو السلام علیکم کہنا دلآزاری کی تعریف میں شامل ہے۔ مساجد سے جو اذانیں دینا بند کی گئیں وہ دلآزاری نہیں لیکن مساجد کو مغلظات بکنے کے لئے استعمال کرنے کے لئے جو آزادی دی گئی ہے وہ انسانی بنیادی آزادی کے حقوق کے اندر داخل ہے" اور اُس سے کسی کی دلآزاری نہیں ہوتی۔

هر چیز الٹ گئی ہے۔ ہر مضمون کا رنگ بدل گیا ہے

اور کوئی بھی ایسا دستور نہیں رہا جسے عقل و دانش کا دستور، عام انسانی قدروں کا دستور کہا جا سکتا ہے۔ لیکن اس پر بس نہیں کی گئی۔ حکومت کی طرف سے، حکومت کے کارندوں کو مسلسل یاد دہانی کروائی جاتی رہی کہ تم ابھی احمدیوں پر ظلم کم کر رہے ہو۔ ہم تمہیں یاد دلاتے ہیں کہ بہت سے ظلم کرنا باقی ہیں اور بعض اوقات،

بعض علماء کو باقاعدہ اسلام آباد یا راولپنڈی

بلوا کر یہ ہدایت کی جاتی رہی کہ تم اخباروں میں یہ باتیں اُچھالو، کہ یہ ظلم ابھی نہیں ہو رہے۔ احمدیوں کے خلاف یہ باتیں ابھی تک جاری نہیں ہوئیں۔ اور اُس کے جواب میں پھر ہم بیانات جاری کریں گے اور ساری قوم کی توجہ تمہاری اور ہماری طرف ہو گی کہ ہم ہی اصل میں اسلام کی سچی خدمت کرنے والے ہیں۔ وہ ساری اطلاعیں علماء کی طرف سے بھی ہمیں پہنچتی رہیں لیکن جو اُن کے اپنے نفسانی کھیل تھے اور ان کو وہ بیان کرتے یا نہ کرتے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا مگر بہرحال یہ کھیل بنائے ہوئے ڈراموں کی شکل میں جاری رہے اور یہ ڈرامے ہمیشہ خونی اثرات اپنے پیچھے احمدیوں پر چھوڑ گئے اور ہر ایسے ڈرامے کے بعد احمدیوں کی تکلیف میں ہمیشہ اضافہ ہوتا رہا۔

یہ تو سارے سال کے ہر روز چھپنے والے اخبارات میں چھپنے والی باتیں ہیں۔ اب چار سال سے زائد کا عرصہ گذر گیا ہے۔ میں اب اتنے دنوں کے قصے کیسے اس چھوٹے سے خطبے میں بیان کر سکتا ہوں لیکن

آپ پاکستان کے کسی دن کا کوئی اخبار اٹھا کر دیکھ لیں

آپ کو یہ باتیں وہاں ملجائیں گی۔ میں آپ کے سامنے چند نمونے رکھتا ہوں۔

"صدر مملکت نے مسلح افواج سے ۳۲۸ قادیانی غیر مسلم منکرین جہاد افسران کو نکالنے کا کیس (CASE) سیکرٹری اسٹیبلشمنٹ ڈویژن (SECRETARY, ESTABLISHMENT DIVISION) کو ضروری کارروائی کے لئے بھیج دیا ہے۔" اندازہ کیجئے!

یعنی وہی فوج جس میں ابھی بھی بعض احمدی لفٹیننٹ جنرل (LEUT GENERALS) بھی ہیں، چوٹی کے چوٹی کے سرجن (SURGEON) ہیں، اُن کے بغیر اُن کا گذارہ نہیں چلتا۔ اُن کو رکھنا، ان کے اپنے مفاد میں ازبس ضروری ہے۔ اور باوجود اس کے کہ پاکستان کی فوجی تاریخ میں بلند ترین مقام رکھنے والے پاکستان ہیرو، خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدی ہیں۔ ایک فوجی جرنیل یہ بیان جاری کر رہا ہے!

کوئی حیا باقی نہیں۔ کوئی شرافت، صداقت، اور انسانیت کی کوئی بھی قدر باقی نہیں رہی۔ صدر مملکت کے مسلح افواج سے اعلان کے الفاظ سنیئے ...... "صدر مملکت نے مسلح افواج سے ۳۲۸ قادیانی غیر مسلم منکرین جہاد افسران کو نکالنے کا کیس سیکرٹری اسٹیبلشمنٹ ڈویژن کو ضروری کارروائی کے لئے بھیجدیا ہے!"

(بحوالہ جنگ روزنامہ اخبار۔ لاہور ۲۶ر اپریل ۱۹۸۸ء)

ملک خدا بخش ٹوانہ صاحب، وزیر اوقاف و مذہبی امور پنجاب کا بیان سنیئے جو روزنامہ جنگ میں شائع ہوا ہے۔

"وزیر اوقاف پنجاب نے صوبے کے

تمام کمشنروں کو ہدایت کی ہے کہ وہ قادیانی آرڈیننس کے نفاذ کو موثر بنائیں

یہ ہدایت ایک اعلیٰ سطحی اجلاس کے بعد جاری کی گئی جو کہ مولانا منظور چنیوٹی کی طرف سے تحریک استحقاق کے نتیجے میں بلایا گیا تھا۔ صوبائی وزیر نے ان اقدامات پر اطمینان کا اظہار کیا اور ہدایت کی کہ خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف باقی ماندہ معاملات تیزی سے نپٹائے جائیں۔ انہوں نے عوام سے اپیل کی کہ وہ قادیانیوں کی طرف سے قانون کی خلاف ورزی کے معاملات حکومت کے علم میں لائیں۔"

(روزنامہ جنگ۔ لندن ۲۴ر مارچ ۱۹۸۸ء)

"قادیانیوں کی عبادت گاہوں پر کلمۂ طیبہ لکھنے والوں کے خلاف کارروائی کی جارہی ہے۔ ایسے واقعات کی روک تھام کے لئے سٹیج پر جلد اجلاس منعقد ہوگا۔" وزیر اوقاف پنجاب ٹوانہ

(بحوالہ روزنامہ اخبار ملت لندن ۲۰ر فروری ۸۸ء)

"آپ مسلمان ہیں یا قادیانی؟ گزیٹڈ افسروں سے دوبارہ حلف نامے طلب کر لیئے گئے۔ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن ڈیپارٹمنٹ نے ایک حکم کے ذریعے تمام سرکاری محکموں کے سربراہوں کو ہدایت جاری کی ہے کہ اپنے محکمہ کے ہر افسر سے ۴۸ گھنٹے کے اندر ڈیکلریشن کے سرکاری فارموں پر حلف نامے لے کر حکومت کو روانہ کئے جائیں جس میں بتایا جائے کہ وہ قادیانی ہیں یا مسلمان۔"

(بحوالہ امروز۔ لاہور ۱۰ر مارچ ۸۸ء اور جنگ، لاہور ۱۰ر مارچ ۱۹۸۸ء)

"صوبائی حکومت نے تمام ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں کی وساطت سے پولیس حکام کو ہدایت کی ہے کہ

جہاں کہیں بھی قادیانی کلمۂ طیبہ لکھیں یا اُس کا استعمال کریں ان کے خلاف قادیانی آرڈیننس کے تحت فوری طور پر مقدمہ درج کیا جائے۔" (جنگ۔ لاہور۔ ۲۲ر فروری ۱۹۸۸ء)

"قادیانیوں کی جانب سے مسلمانوں کے جذبات مجروح کرنے کے اقدامات روکیں۔ وفاقی وزارت مذہبی امور کی ضلعی انتظامیہ کو ہدایت۔ وفاقی حکومت کو مسلسل ایسی شکایات موصول ہو رہی تھیں کہ قادیانی اپنے مُردوں کو (یعنی یہ واقعی حکومت کی زبان ہے پاکستان کے باشندوں کے متعلق۔ حضور اقدس) مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرتے ہیں۔"

چنانچہ یہ اقدام اٹھانے کا فیصلہ کیا گیا ہے کہ جہاں کہیں بھی کوئی احمدی دفن ہے اس کی لاش اکھیڑ کر باہر پھینک دی جائے۔

"قادیانیوں کی لائبریری سے کلمۂ طیبہ اور بیت الحمد کے الفاظ مٹا دیئے جائیں!"

یعنی اب بیت الحمد کا لفظ بھی وہاں نہ لکھا جائے۔ ختم نبوت یوتھ فورس کے وفد نے جب ڈپٹی کمشنر راولپنڈی سے ملاقات کی تو ڈپٹی کمشنر صاحب نے اُسے مطلع کیا کہ کاروائی کرنے والے ہیں۔

(بحوالہ نوائے وقت۔ راولپنڈی ۱۲ر فروری ۱۹۸۸ء)

سید غوث علی شاہ صاحب وزیر اعلیٰ سندھ کہتے ہیں کہ:

"ماضی کی حکومتیں علماء سے دور بھاگتی تھیں۔" (تبھی بچی ہوئی تھیں بیچاری حکومتیں) اب یہ حکومتیں جو علماء کے قریب آگئی ہیں، میں آپ کو بتاؤں گا کہ ان کا انجام کیا ہوا ہے۔ تو ٹھیک بھاگتی تھیں۔ اُن بیچاروں سے کیا شکوہ ہے) کہتے ہیں کہ ہم نے اب یہ پالیسی اختیار کی ہے کہ علماء کو اپنے ساتھ لیکر چلیں، اُن کا اعزاز کریں۔ اور پھر اُن کو اس مضمون کا شعر یاد آگیا: ؎

کہاں میں کہاں یہ مقام اللہ اللہ
ہوتے ہم سے وہ ہمکلام اللہ اللہ

یعنی مُلاں، ہم وزیروں سے ہمکلام ہونے لگے ہیں! یہ مقام ہمیں پہلے کہاں نصیب تھا!

مگر یہ بیچارے پھر زیادہ دیر وزیر اعلیٰ سندھ رہے نہیں۔

"قادیانیوں ۔ تمام دشمن سرگرمیوں سے چشم پوشی کرنے والے مرتد ہیں۔" یہ بیچ میں ایک مولوی صاحب کا بیان آگیا ہے۔

وزیر اعظم جونیجو صاحب نے کہا کہ جب یہ سب کچھ ہو رہا ہے تو میں کیوں باہر رہوں۔ ان پر مجھے وہ قصہ یاد آجاتا ہے۔ کوئی زمیندار آٹے کی پرات اٹھائے روٹیاں پکوانے کے لئے جارہا تھا۔ تو رستے میں دیکھا ایک مچھلیاں تلنے والی بیٹھی ہوئی تھی جس میں مچھلیاں بڑے باریک اور نازک سے چھلکوں کو کہتے ہیں۔ اس نے اسے تعجب سے مچھلیاں تلتے

"میں خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا قائل ہوں"
(تقریر واجب الاعلان)

پیشکش: گلوب ربر مینوفیکچررس ۱۹ رابندرا سرانی کلکتہ ۷۰۰۰۷۳
فون 27.0441
گرام "GLOBEXPORT"

ہوئے جو دیکھا تو کہا کہ بی بی تم یہ کیا کر رہی ہو۔ اُس نے جواب دیا کہ میں پھلیاں تل رہی ہوں۔ تو زمیندار نے اپنی پرات انڈیلتے ہوئے کہا کہ پھر میرا بھی پنج تل دو۔ تو وہی حال جونیجو صاحب کا لگتا ہے۔ وہاں کا ہر آدمی اس بات پر فخر محسوس کرنے لگ گیا ہے کہ جب یہ سب کچھ ہو رہا ہے تو کہیں میں باہر نہ رہ جاؤں۔ کہیں قوم مجھے کم مسلمان نہ سمجھے۔ جونیجو صاحب ویسے بڑے شریف النفس اور سادہ آدمی ہیں۔ مگر اب پنج تلنے سے کون باز آ سکتا ہے چنانچہ انہوں نے وزیر اعظم بنتے ہی فوراً بعد بیان دیا کہ:

"اس لعنت یعنی قادیانیت کو پوری قوت سے کچلنے کے لئے تمام اسلامی دنیا بھی ایسے اقدامات کرے گی!"

(جنگ۔ ۲۸؍اپریل ۱۹۸۵ء)

یعنی انہوں نے کہا کہ پہلے تو دوسری حکومتوں سے تعلق رکھنے والے تو صرف اپنے ملک میں کوشش کر رہے تھے میرا ارادہ یہ ہے کہ اس موومنٹ (the [illegible] movement) کو عالمی بنا دوں گا۔

"مسلمانوں کے قبرستان سے قادیانی مردے کو نکال کر مسلمانوں کو مطمئن کیا جائے۔" اس قسم کے مطالبات، ہر روز کے گند!! جماعت احمدیہ کو انسان کی طرف سے عائد ہونے والے ان سب عذابوں سے ہر روز گزرنا پڑتا ہے۔ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے، جماعت احمدیہ کے خلاف ساری کارروائیاں اس مختصر سے خطبے میں اکٹھی بیان ہو ہی نہیں سکتیں۔ مگر میں نے صرف چند مثالیں دی ہیں۔ احمدیوں کے خلاف گلیوں اور بازاروں میں ہر روز ظلم ہو رہے ہیں۔ ان سب کی روئداد ہم کیسے ایک جگہ جمع کر سکتے ہیں اور کیسے بیان کر سکتے ہیں۔ طلباء پر جو ظلم ہو رہے ہیں، اُن کو داخلے نہیں ملتے۔ داخلے ملتے ہیں تو اُن کو کلاسوں میں ذلیل کیا جاتا ہے۔ "اسلام" مضمون رکھنے سے منع کیا جاتا ہے اور کئی قسم کی رعایتوں سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ ترقی سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ ملازمتوں میں جس قسم کی بدسلوکی احمدیوں سے ہو رہی ہے۔ ان کی ترقیات کا جب وقت آتا ہے تو یہ کہہ کر ترقیات روکی جاتی ہیں کہ نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بدکلامی کرو۔ تب تمہیں ترقی دے دیتے ہیں۔ احمدی کہتے ہیں کہ ہم تو ایسی ترقی پر تھوکتے بھی نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی بڑی استقامت جرأت، بہادری اور صبر کے ساتھ ان مظالم کو برداشت کر رہے ہیں۔ یعنی زندگی کا ایسا کوئی شعبہ نہیں جہاں روزانہ جماعت احمدیہ کو مظالم کا نشانہ نہیں بنایا جاتا اور بہت سے بھاری شعبے ایسے ہیں جن کا کوئی باقاعدہ ریکارڈ اعداد و شمار میں دنیا کے سامنے پیش کیا ہی نہیں جا سکتا۔

ابھی کچھ عرصہ پہلے جرمنی کے ایک دورے کے دوران جرمنی عدالت کے ایک چیف جسٹس مجھے ملنے کے لئے تشریف لائے۔ ان کو پہلی دفعہ اس بات کی سمجھ آئی کہ جماعت احمدیہ کو واقعۃً ووٹ دینے کے بنیادی حق سے محروم کر دیا گیا ہے۔ وہ کہتے ہیں یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ میں یہ مان ہی نہیں سکتا۔ حکومت پاکستان کہتی ہے دکھاؤ وہ قانون، ہم نے کب ان کو ووٹ کے حق سے محروم کیا ہے۔ میں نے کہا کہ میں آپ کو سمجھا دیتا ہوں۔ میں نے کہا کہ ہر ووٹر کو ایک فارم بھرنا پڑتا ہے جس پر یہ لکھا ہوا ہے کہ اگر تم مسلمان ہو اور اپنے آپ کو مسلمان لکھنا چاہتے ہو تو تمہیں مرزا غلام احمد پر لعنت ڈالنی پڑے گی اور اگر تم خود اپنے ہاتھ سے اپنے آپ کو غیر مسلم لکھتے ہو تو پھر تمہیں کلمہ پڑھنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ اور فارم بھر دو۔ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ بتائیں کہ کسی انسان میں جس میں معمولی سا ادنیٰ سا بھی ضمیر ہو، شرافت کا کوئی حصہ اس کی فطرت کو ودیعت ہوا ہو وہ

اس قسم کی بے اصولی حرکت کر سکتا ہے؟

انہوں نے کہا کہ نہیں۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ مجھے اب پوری طرح سمجھ آ گئی ہے کہ بڑا بھاری دھوکہ ہے جو دنیا کے ساتھ کیا جا رہا ہے اور یقیناً تمام پاکستان کے ہر احمدی کو اُس کے دنیاوی بنیادی حقوق سے بھی محروم کر دیا گیا ہے یعنی صرف مذہبی حقوق سے ہی نہیں بلکہ دنیاوی حقوق سے بھی۔ اب باہر کی دنیا میں اس بات کی بہت بڑی قدر اور اہمیت ہے وہ اس بات سے اتنا متاثر نہیں ہوتے کہ کلمہ پڑھنے سے روک دیا گیا ہے وہ ہمدردی کرنے کی کچھ کوشش تو کرتے ہیں مگر سمجھ نہیں سکتے کہ اس بات سے کس طرح کسی انسان کو اتنی تکلیف پہنچ سکتی ہے۔ مگر جمہوریت کے بنیادی حق سے محروم کرنے کا جو قصہ ہے، یہ ان کے لئے ایک بہت ہی بڑا قصہ ہے وہ حیران رہ جاتے ہیں کہ دنیا میں یہ بھی ہو سکتا ہے۔ چنانچہ ان سب پہلوؤں سے جماعت احمدیہ نے ان حالات کو دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ مگر بہر حال وہ سلسلہ اپنی جگہ جاری ہے۔ میں اب اعداد و شمار میں آنے والے واقعات کا خلاصہ بیان کرتا ہوں۔ ● سکھر اور ساہیوال میں جن مظلوموں اور بیگناہوں کو سزائے موت کا حکم سنایا گیا اور وہ انتہائی تکلیف کی حالت میں اپنی زندگی گزار رہے ہیں چار ایسے ہیں۔ ● مسلمان ظاہر کرنے کے جرم میں خواہ منہ سے مسلمان کہا گیا یا یہ الزام لگایا گیا کہ مسلمانوں جیسی حرکتیں کر رہا تھا جن احمدیوں کو پہلے جسمانی طور پر زدوکوب کیا گیا، تکلیفیں دی گئیں اور پھر قید دل میں ڈالا ان کی تعداد ۹۶ ہے یعنی جو ہمارے ریکارڈ میں آتی ہیں۔ ● کلمہ طیبہ اور قرآنی آیات لکھنے کے جرم میں ۷۸۴ احمدیوں کو قید کیا گیا۔ اور ان پر ابھی تک مقدمے چل رہے ہیں۔

● مساجد کے دفاع کے جرم میں — یعنی جب دشمن حملہ آور ہوا اور وہ مساجد کو توڑنا چاہتا تھا اور احمدیوں نے فیصلہ کر لیا کہ جو کچھ ہو گا جان پہ کھیل جائیں گے لیکن ان ظالموں کو مسجدوں کو منہدم نہیں کرنے دیں گے تو

اُس جرم میں کہ تم نے اپنی مسجدوں کا دفاع کیوں کیا یا مسجدوں پر کلمہ کیوں لکھا، ۲۴۴ احمدیوں کو قید کیا گیا۔ سب کو تو قید نہیں کر سکتے تھے۔ اس لئے ان میں سے کچھ کو پکڑ لیتے تھے۔

راولپنڈی میں بھی یہی ہوا۔ ربوہ کی ایک مسجد میں بھی یہ ہوا اور دیگر مساجد میں بھی ایسے واقعات ہوئے۔ اور جن مسجدوں کو منہدم کیا گیا ہے اُن کو منہدم کرنے سے پہلے تمام احمدیوں کو، مردوں، بچوں، جوانوں اور بوڑھوں کو کلیۃً پولیس اپنی تحویل میں لے کر وقتی طور پر تھانے لے گئی۔ اور وہاں انہیں محصور کر دیا۔ جب ایک احمدی بھی مسجد کا دفاع کرنے میں اپنی جان فدا کرنے والا وہاں نہیں رہا تب مسجدوں کو منہدم کیا گیا۔ اور کہا جاتا ہے کہ یہ علماء کر رہے ہیں جب تک سوفی صد حکومت ان سازشوں میں شریک نہ ہو اس قسم کے واقعات ہو ہی نہیں سکتے

● نماز پڑھنے اور اذان دینے کے جرم میں ۱۵۲ گرفتاریاں ہوئیں

● تقسیم لٹریچر اور تبلیغ کے جرم میں ۹۰ گرفتاریاں ہوئیں۔

● توہین رسالت — نعوذ باللہ سوچیں ذرا! احمدی نے نعوذ باللہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی ہے! اور توہین کیا کی ہے؟ کلمہ پڑھا ہے یہ کہا ہے: لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ یا سیرت النبیؐ کے جلسے میں تقریر کی ہے یا اُس میں شامل ہوا ہے۔ ۲۴ احمدیوں کے خلاف یہ دفعہ لگا کر مقدمہ جاری کیا گیا۔

● اسلامی شعائر کے استعمال کے جرم میں ۲۴۴ اور متفرق جماعتی مقدمات جو اس کے علاوہ ہیں، ۶۳ ہیں۔

اور گوجرانوالہ، سرگودھا وغیرہ بہت سی جگہوں میں جو لوگ کلمہ طیبہ کا بیج لگانے کے جرم میں پکڑے گئے اور پھر چھوڑے گئے ان کی تعداد ان گنت ہے۔ وقتی طور پر پولیس نے انہیں پکڑا اور مار پیٹ کر کے چھوڑ دیا۔ انہیں باقاعدہ جیل نہیں بھجوایا۔ ان کی تعداد بلا شبہ ہزارہا بنتی ہے۔ ان احمدیوں نے عملاً اس حکومت کی بد ارادہ کوششوں کے نتیجے میں تکلیفیں اٹھائی ہیں۔

اس عرصہ میں حکومت نے خدمت اسلام کے جو کارنامے سرانجام دیئے ان کا خلاصہ یہ ہے کہ حکومت کے نمائندوں نے ۸۰ مساجد سے بار بار کلمۂ طیبہ مٹایا۔ بعض جگہوں سے پانچ پانچ دفعہ اور بعض جگہوں سے پندرہ پندرہ دفعہ۔

اور پھر دفعہ جب احمدی دوبارہ کلمہ طیبہ لکھتے تھے تو حکومت کے کارندے بعضوں کو پکڑ کر جیل میں ڈال دیتے تھے، کہ اب باز آجائیں گے۔ لیکن احمدی مسلسل کلمہ طیبہ لکھتے رہے۔ اور اگر انہیں کوئی اور چیز کلمہ طیبہ مٹانے کے لئے نہیں ملی تو انہوں نے گندی نالی سے کیچڑ نکال کے اس سے کلمہ طیبہ مٹایا ہے۔ اگر کوئی مسلمان سپاہی کلمہ طیبہ مٹانے کے لئے آمادہ نہیں ہوا تو گاؤں کے چوہڑے کو بلایا گیا کہ تم یہ کلمہ طیبہ مٹاؤ۔ تو اسلام کو نافذ کرنے کے جو عظیم الشان عزائم آپ کے سامنے پیش کئے گئے تھے، یہ اُن عزائم اور وعدوں کو پورا کرنے کی جھلکیاں ہیں۔

چھ احمدی مساجد شہید کر دی گئیں۔ باقاعدہ حکومت کی نگرانی میں احمدیوں کو پکڑ کر لے جایا گیا پیچھے خالی جگہ چھوڑ کر، ان پر حملے کروائے گئے۔ وہاں باقاعدہ پولیس کا پہرہ رہا کہ باہر سے کوئی احمدی آکر مسجد کو بچانے کی کوشش نہ کرے۔

بارہ ۱۲ مساجد کو جلانے کی کوشش کی گئی

یا ویسے نقصان پہنچایا گیا لیکن خدا کے فضل سے وہ بچ گئیں۔ اس وقت نو مساجد سربمہر ہیں کہ وہاں احمدیوں کو خود اپنی مساجد میں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔ ۱۸۵ کتب و رسائل ضبط کئے گئے ہیں ۱۷۔ احمدیوں کی قبریں اکھیڑ کر، ان کی لاشیں دوسری جگہ منتقل کی گئیں۔ ۱۵۔ احمدیوں کی تدفین میں روکیں ڈالی گئیں یہاں تک کہ ان کو احمدیوں کی اپنی جگہوں میں دفن کیا گیا۔ ۱۶۔ احمدی راہِ حق میں شہید ہوئے۔ اور ۱۴۔ احمدیوں پر قاتلانہ حملے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کو اپنے فضل سے بچالیا۔ لیکن شہادت بھی تو خدا کا فضل ہے بلکہ ایک رنگ میں اعلیٰ فضل ہے۔ مگر محاورۃً چونکہ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں رہنے والوں کو غم سے بچایا، ان معنوں میں، میں نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ہم پر فضل کرتے ہوئے بچالیا۔

اس عرصے میں پاکستان کی شرافت کلیۃً گونگی نہیں رہی۔ بلکہ مختلف سیاسی لیڈروں نے، چاہے سیاسی مقاصد کی خاطر بیان دیئے ہوں یا ان کا ضمیر اس وقت جاگ اٹھا ہو کہ انہوں نے سمجھا ہو کہ سیاسی راہنما کے طور پر میرا فرض ہے کہ قوم کو ان باتوں سے متنبہ کروں۔ اور ان ظلموں کے خلاف آواز بلند کروں۔ چنانچہ ان میں سرفہرست

خان ولی خان ہیں

اور اسی طرح ہمارے بلوچستان کے

جناب میر غوث بخش صاحب بزنجو صاحب

ہیں۔ غالباً آغاز بھی انہی کی طرف سے ہوا تھا۔ اور بھی بہت سے سیاسی راہنما تھے۔ جنہوں نے احمدیوں پر ہونے والے مظالم کے خلاف آواز بلند کی ہے جو اس سے پہلے کبھی سوچا بھی نہیں جا سکتا تھا۔ دانشوروں میں اور پاکستان کے وکلاء میں سے جو انصاف کے شعبہ سے تعلق رکھنے والے لوگ ہیں، ان میں ایک نمایاں نام

فخر الدین ابراہیم صاحب

کا ہے جو سپریم کورٹ کے جسٹس رہے ہیں۔ انہوں نے بھی اور ان کے ایما پر ان کے ساتھیوں نے بھی، باقاعدہ تحریری طور پر اعلان جاری کئے۔ اور بڑی شدت کے ساتھ ان باتوں کی مذمت کی پھر

بیگم رعنا لیاقت علی خان نے

بڑی بہادری اور جرأت کے ساتھ واشگاف الفاظ میں ان ساری حرکتوں کی مذمت کی۔ خاتون ہوتے ہوئے اور یہ جانتے ہوئے کہ دنیا پیچھے پڑ جائے گی، انہوں نے بڑی ہمت کا مظاہرہ کیا ہے۔

پھر بعض ایسے سیاسی راہنما ہیں جن میں مذہبی رجحان عام طور پر معروف نہیں ہے۔ اور وہ غیر مذہبی، لیفٹ یا بائیں بازو کی سیاست سے تعلق رکھنے والے ہیں۔ اُن کے اندر بھی عجب ہے یہ احساس پیدا ہوا ہے کہ یہ حرکتیں صرف غیر انسانی ہی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے عذاب کو بلانے والی حرکتیں ہیں۔ اور خطرہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے ملک کو صفحۂ ہستی سے مٹا دے جہاں ایسے ظلم ہو رہے ہیں۔

ان سربراہوں میں سب سے زیادہ نمایاں اور قابلِ احترام نام

معراج محمد خان صاحب

کا ہے۔ سارا پاکستان ان کو جانتا ہے کہ یہ بائیں پہلو کی سیاست سے تعلق رکھنے والے ہیں، ہمیشہ سے رہے ہیں اور انہوں نے کبھی بھی اس بارے میں تردد نہیں کیا۔ انہوں نے لندن میں یہ بیان دیا کہ کلمہ طیبہ کے بیج لگانے والوں کو گرفتار کرنے سے ملک ٹوٹ جائے گا۔ اور

دیارِ غیر میں مقیم پاکستانی ایکدن فاتحوں کی طرح

لوٹیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ ان کے منہ سے یہ بات نکلوائی۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دل پر ان مظالم کا بہت گہرا اثر پڑا ہے اور ان کا دل متوجہ ہوا ہے کہ ان مظالم کے بعد خدا کی تقدیر کچھ ضرور دکھایا کرتی ہے۔

ایک مقالہ نگار عنبر شاہد صاحب ہیں۔ وہ روزنامہ جنگ لاہور میں لکھتے ہیں۔ پاکستان میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ اس کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

> ایک بڑی وجہ ان مظالم کی جو ہمیں دکھائی دے رہے ہیں، اور غیر انسانی حرکتوں کی اور سفاکانہ قتلوں کی اور لوٹ مار کی یہ ہے کہ جب احمدیوں پر مظالم ہوئے تو ہم خاموش رہے۔ اور احمدیوں پر مظالم نے انسانی بہیمانہ طاقتوں کو آزادی دیدی اور ہمارے نوجوانوں نے گویا یہ پیغام حاصل کر لیا کہ کوئی انسانی قدر نہیں ہے جو چاہو کرو۔
>
> (۱۸ جولائی ۱۹۸۸ء۔ جنگ لاہور)

کیسا عظیم الشان تجزیہ اور تبصرہ ہے

جو انہوں نے بڑی جرأت کے ساتھ اخبار میں شائع کیا ..... میں نے صرف خلاصہ بیان کر دیا ہے۔

یہ تو ہوا احمدیوں کے ساتھ معاملہ۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ اگر ان ارادوں میں یہ ظلم کرنے والے اور اس قسم کے بہیمانہ اقدامات کرنے والے اور انسانی قدروں کو کچلنے والے سچے تھے، اگر وہ واقعۃً خدا اور اسلام کی محبت میں ایسی باتیں کر رہے تھے تو قطع نظر اس کے کہ وہ غلط ہے یعنی اسلام اور خدا کی محبت میں ایسی باتیں نہیں کی جاتیں مگر، اگر وہ سچے تھے تو کچھ نہ کچھ تو ان کے حق میں خدا تعالیٰ کی علامتیں ظاہر ہوتیں یا انہیں اپنے باطل اقدامات سے رک جانے کی توفیق مل جاتی اور خدا انہیں ان ظلموں میں آگے بڑھنے سے روک دیتا۔ یا جن کوششوں کو وہ اسلام کی خدمت قرار دے رہے تھے، ان کوششوں کو اللہ تعالیٰ کوئی اچھے پھل لگا دیتا۔ اور احمدیت سے قطع نظر، باقی جگہ مسلمانوں کی خدمت کی توفیق عطا کرتا۔ پاکستان کی خدمت کی توفیق عطا کرتا۔ تو ہم یہ سوچ سکتے تھے کہ شاید ان کی نیت ٹھیک تھی۔ فیصلے جاہلانہ ہوں تو ہوں۔ بعض دفعہ ایک اچھی نیت والا آدمی بھی کم عقلی کے فیصلے کر دیا کرتا ہے لیکن جو کچھ رونما ہوا ہے وہ اس حسن ظنی کا کوئی امکان باقی نہیں رہنے دیتا۔ اس کے بعد جو کچھ واقعۃً پاکستان کے پردے پر ظاہر ہو گیا اس سے پتہ چلتا ہے کہ اول سے آخر تک اسلام کی خدمت کا دعویٰ کرنے والے جھوٹے تھے۔ ان کا ظاہر بھی جھوٹا تھا۔ ان کا باطن بھی جھوٹا تھا۔ اور

خدا تعالیٰ نے اِن چیزوں کو نہایت ناپسندیدگی اور کراہت سے دیکھا اور ہر دعوے کو اُلٹا کر کے دکھایا

ان کے ہر ادّعا کو غلط ثابت ہی نہیں کیا بلکہ اس کے برعکس نتیجہ نکال کے دنیا کو دکھایا ہے کہ یہ جھوٹے ہیں۔ اور میرے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ سب سے پہلے اصغر خان صاحب کا ۶ر جولائی ۱۹۸۵ء کا بیان ہے جبکہ ابھی اسلام کو نافذ کرنے کے بلند بانگ دعوے بڑے زور سے کئے جا رہے تھے اور شہرت کی وہ دھوپ، جس میں نہایا جا رہا تھا، ابھی قائم اور باقی تھی۔ ابھی اس شہرت کا سورج پوری طرح ڈوبا نہیں تھا۔ اصغر خان صاحب نے اپنے گرد و پیش نگاہ کی۔ تو وہ کہتے ہیں کہ کسی شعبے میں نفاذِ اسلام کے اثرات دکھائی نہیں دے رہے۔

حکومت کی کوئی بھی کارروائی ایسی نہیں جس سے یہ محسوس ہو کہ یہاں اسلام نافذ ہو رہا ہو۔

(بحوالہ جسارت۔ کراچی۔ ۶ر جولائی ۱۹۸۵ء)

اب میں آپ کے سامنے چند متفرق مختصر تبصرے رکھتا ہوں۔ جن سے آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ نفاذِ اسلام کی کوششیں کس حد تک کامیاب ہوئیں۔ ان کوششوں میں ایک یہ بھی تھی کہ مسلمانوں کو نماز پڑھائی جائے۔ یعنی ہیں تو وہ مسلمان، لیکن احمدی نماز پڑھتے ہیں مگر مسلمان نماز نہیں پڑھتے۔ یعنی یہ کیا ظلم ہے۔ اس لئے

مسلمانوں کو زبردستی اور مار مار کے نماز پڑھائی جائے۔

اور اس کے لئے کھانے کے وقفے کے ساتھ ظہر کی نماز کے لئے آدھ گھنٹہ کا وقفہ مزید بڑھا دیا گیا۔ تاکہ اب کسی کے لئے بھی نماز نہ پڑھنے کا کوئی عذر باقی نہ رہے۔ پھر اس نظام کو اس طرح جاری کیا گیا کہ باقاعدہ ناظمینِ صلوٰۃ مقرر ہوئے۔ اور

جہاں ان کو، ان کی اصطلاح میں، مسلمان ناظم صلوٰۃ نہیں ملتا تھا، وہاں احمدی کو، اپنے دعوے کے باوجود کہ وہ مسلمان نہیں ہیں، ناظمِ صلوٰۃ مقرر کیا گیا! اور جب اُس نے اپنی تقرری پہ احتجاج کیا کہ بھئی تم تو کہتے ہو کہ میں مسلمان ہی نہیں اور تم مجھے ناظمِ صلوٰۃ بنا رہے ہو تو انہوں نے جواب یہ دیا کہ یہاں نماز تمہارے سوا پڑھتا ہی کوئی نہیں تو ناظمِ صلوٰۃ اور کس کو بنائیں!

لیکن سارے ناظمینِ صلوٰۃ بھی نماز پڑھنے والے نہیں تھے۔ انہوں نے پھر ایک بڑی زبردست کانفرنس منعقد کی جس میں مختلف ناظمینِ صلوٰۃ کو بلایا گیا۔ یہ کانفرنس ڈومیلی ضلع جہلم کے ناظمینِ صلوٰۃ کی کانفرنس تھی۔ باری باری مختلف ناظمینِ صلوٰۃ نے نماز کی تنفیذ کے بارے میں اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا یہ خبر لندن کے روزنامہ ملت میں ۲۶ر فروری ۱۹۸۸ء کو شائع ہوئی۔ وہ کہتے ہیں کہ مرزا علی اختر، ناظم صلوٰۃ نے ناظمینِ صلوٰۃ ڈومیلی ضلع جہلم کے اجلاس میں، صدارتی خطبہ میں فرمایا:

مقامی سطح سے لے کر، صوبائی اور وفاقی سطح تک، جتنے بھی امیدوار، انتخابات میں کامیاب ہوئے ہیں اُن میں سے اکثریت ان لوگوں کی ہے جو نظام صلوٰۃ سے بے خبر ہیں اور نماز نہیں پڑھتے۔

یعنی

”یہ مسلمان قوم کے منتخب عہدیداران کا حال ہے اور یہ ہے اتنی طویل اور ساری کوششوں کا ماحصل۔ نیچے سے اُوپر تک منتخب عہدیداروں کی اکثریت نماز ہی نہیں پڑھتی تو باقیوں کا کیا حال ہوگا“ پھر فرماتے ہیں:

”زکوٰۃ کمیٹیوں کے ممبران کو تو نماز بالکل ہی معاف ہے“

یعنی یہ لوگ جو زکوٰۃ کمیٹی کے ممبر بنائے گئے ہیں اور زکوٰۃ نماز کے بعد اسلام کا ایک اہم رکن ہے۔ کہتے ہیں ان کو تو نماز بالکل معاف ہے اور مطالبہ یہ ہے کہ

”ناظمینِ صلوٰۃ کو یہ اختیار دیا جائے کہ جو لوگ نماز نہیں پڑھتے اُن کو سزائیں دی جائیں۔“

یعنی اب اُن کو سوٹے مار مار کے نماز پڑھائی جائے۔ اور جو ناظمینِ صلوٰۃ نماز نہیں پڑھتے اُن بیچاروں کا کیا کریں گے!

بیگم رعنا لیاقت علی خان نے عورتوں کی حالت پر ایک بیان دیتے ہوئے فرمایا:- (۱۲ر اپریل ۱۹۸۸ء)

”پاکستان میں خواتین کی حالت انتہائی پریشان کن ہے۔ بڑے پیمانے پر بچوں اور عورتوں کا اغوا ہو رہا ہے۔“

”اسلام کے قلعہ کی معاشرتی اور اخلاقی حالت“ کے عنوان سے زنجیل اخبار میں ایک سرخی لگی اور اس کے نیچے ایک خبر شائع ہوئی اور ہفت روزہ ”لاہور“ فروری ۱۹۸۸ء نے اس کو بلا تبصرہ اخذ کیا ”سوسائٹی برائے فلاح و بہبودِ ایران کی مرتبہ رپورٹ“ ذیلی عنوان ہے خبر یہ ہے:-

”پاکستان میں اِس وقت ایک لاکھ پچھتر ہزار دو سو چھبیس (۱,۷۵,۲۲۶) عورتیں جسم فروشی کے مکروہ کاروبار میں مصروف ہیں۔“

۳ر مارچ ۱۹۸۸ء کو اخبار ”ملت“ لندن نے بعنوان ”جنرل ضیاء کے اسلام نافذ کرنے کی کوشش کا نتیجہ“ خلاصۃً یوں پیش کیا:

”آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ تین برس کے دوران

پچانوے (۹۵) ارب روپے خرد بُرد کر لئے گئے ہیں

اور ابھی تھوڑا عرصہ پہلے ہی وزیر خزانہ کی طرف سے اعتراف تھا کہ اتنی رشوت ستانی اور حرام خوری ہو رہی ہے کہ جو کچھ میں بیان کرتا ہوں کہ یہ واقعات ہمارے علم میں ہیں اس سے بہت زیادہ اور ہیں جو چھپے ہوئے ہیں۔ ہم ان کے متعلق نہیں کہہ سکتے۔ لیکن جو اعداد و شمار انہوں نے پیش کئے وہ MIND BOGGLING یعنی انسان کو ہلا دینے اور زلزلہ طاری کر دینے والے واقعات ہیں۔ انکم ٹیکس کی چوری کے متعلق وہ کہتے ہیں کہ

سالانہ ستّر ارب روپے کا انکم ٹیکس چوری ہوتا ہے

ان چند سالوں کے عرصے میں بیس لاکھ افراد منشیات کے عادی بن چکے ہیں۔ صرف اکتوبر نومبر ۸۷ء کے ایک ماہ کے عرصے میں ایک ہزار افراد قتل ہوئے ہیں۔ عزّت لوٹنے، ڈاکہ زنی، راہزنی، اغوا اور ڈکیتی کی وارداتوں میں کئی سو گنا اضافہ ہو گیا ہے۔ یعنی جس وقت نفاذِ اسلام کے دعاوی کئے گئے تھے اس کے بعد تادمِ تحریر ان سب باتوں میں کئی سو گنا اضافہ ہوا ہے۔

میں آپ کو یہ سب تازہ باتیں بتا رہا ہوں تاکہ آپ کو اندازہ ہو کہ ساری کوششوں کے بعد ماحصل یہ ہے کہ اتنی محنتیں کی گئیں۔ اتنے اقدامات کئے گئے، اتنے بلند بانگ دعاوی کئے گئے۔ اسلام کے نام پر اتنے مظالم کئے گئے۔ ان کے نتیجے میں خدا کی طرف سے جو برکتیں نازل ہوئیں، یہ ان کا خلاصہ ہے:

”رمضان المبارک کے مقدس مہینے میں ایک ممبر اسمبلی کے

کمرے میں شراب کے نشے میں دھت ۲۰ افراد ننگی لڑکیوں کے ساتھ رقص کرتے رہے۔" (۲۱ اپریل ۱۹۸۸ء)

رمضان شریف میں کراچی میں ظلم کی قیامت ٹوٹ رہی تھی اور اسمبلیوں کے ممبران کا یہ حال تھا۔

آج تک تاریخ پاگل ہوئی ہوئی ہے اور روم کے بادشاہ نیرو NERO پر فقرے چست کر رہی ہے کہ روم جل رہا تھا اور نیرو بنسریاں بجا رہا تھا۔ نیرو کے بنسی بجانے کا کہاں وہ جرم اور کہاں یہ کیفیت! اگر کراچی میں آگ لگی ہوئی ہے۔ مسلمان، مسلمان کی جان لے رہا ہے۔ اُس کو زندہ جلانے کی کوشش کر رہا ہے۔ اُس کے گھر اور اُس کی عزتیں لوٹ رہا ہے۔ اور یہاں پاکستان اسمبلی کے ممبر، اپنے ہوسٹل میں بیٹھ کر، رمضان شریف میں یہ حرکتیں کر رہے ہیں۔ یہ بیان رکن قومی اسمبلی صاحبزادہ فتح علی خان کا ہے۔ جو روزنامہ "ملت" لندن ۲۱ اپریل ۱۹۸۸ء کو شائع ہوا۔

مولانا شاہ احمد نورانی صاحب اب یہ فرماتے ہیں کہ صدر ضیاء باقی جگہ تو اسلام نافذ کرنے میں کامیاب نہیں ہوئے یہ تو صاف نظر آرہا ہے۔ اب ایک ہی جگہ ہو سکتی ہے جہاں شاید وہ اسلام نافذ کرنے میں کامیاب ہو گئے ہوں۔ وہ اُن کا اپنا وجود، اپنا بدن ہے۔ تو فرماتے ہیں:

"صدر ضیاء الحق نے اسلام کا نام تو لیا مگر اپنے جسم پر بھی نافذ نہیں کیا۔ صدر ضیاء الحق کے ذریعے اسلام آباد سی۔ آئی۔ اے کا سب سے بڑا ہیڈ کوارٹر بن چکا ہے۔" (بحوالہ روزنامہ حیدر۔ راولپنڈی ۲۶ فروری ۱۹۸۸ء)

مولانا نورانی کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ علماء کے اُس گروہ سے تعلق رکھتے ہیں جن کو حکومت نے کبھی بھی سینے سے نہیں لگایا۔ یعنی نورانی گروپ۔ اور ان کے مُنہ سے ایسی بات سُننا تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ دُشمن کے مُنہ سے انسان ایسی باتیں سُن ہی لیتا ہے اس لئے یہ کوئی زیادہ قابلِ اعتماد بات نہیں۔ لیکن جو سب سے زیادہ سینے سے لگایا جانے والا گروہ ہے جو اس حکومت نے گلے سے لگایا، وہ دیوبندی علماء کا گروہ ہے۔ جسے مفتی محمود گروپ یا مولانا فضل الرحمٰن گروپ بھی کہا جاتا ہے۔ شروع سے ہی ان کے حکومت سے روابط، خصوصاً احمدی مسئلے میں، بڑے گہرے تھے اور نفاذِ اسلام کی کوششوں میں۔ اور یہی وہ علماء تھے جنہوں نے یہاں تک اعلان کیا تھا کہ ضیاء الحق صاحب نے اپنے عظیم الشان کارنامے انجام دیئے ہیں کہ اب ہمیشہ ہمیش کے لئے یہ "امیر المومنین" کے طور پر جانے جائیں گے۔ ساری قوم ہمیشہ ان کی ممنون رہے گی اور تاریخ میں ان کا نام روشن رہے گا۔ مولانا فضل الرحمٰن صاحب یہ اعلان فرماتے ہیں کہ:-

"موجودہ حکومت جو ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کا دعویٰ کر رہی ہے، اُس نے نہ صرف اسلام کو زبردست نقصان پہنچایا ہے بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ اُس نے

اسلام کو شہید کر دیا ہے

تو غلط نہ ہوگا۔"

احمدیوں کو قتل کرنے والے — جب ہاتھ کھل گئے تو اسلام کو بھی شہید کرنے سے باز نہیں آئے۔

یہ باتیں تو سب دوسرے کہہ رہے ہیں مگر صدر ضیاء صاحب ان باتوں کو تسلیم بھی کرتے ہیں کہ نہیں! ہو سکتا ہے کہ ساری باتیں لوگ کر رہے ہوں اور وہ بیچارے ابھی بھی یہی سمجھتے ہوں کہ نہیں، میں اسلام کی خدمت کر رہا ہوں۔ اور بڑی کامیابی سے کر رہا ہوں۔ تو ان کے الفاظ میں سُنیئے۔ جو کل تک جماعتِ احمدیہ کو کینسر یعنی سرطان کہہ رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ سرطان کو جڑوں سے اُکھیڑ پھینکنا، ہمیشہ کے لئے ملیامیٹ کر دینا ہمارا فرض منصبی بن چکا ہے۔ وہ ۲۸ اگست ۱۹۸۷ء کو کراچی میں بیان دیتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"کشمیر میں ایسی فضا ہے جس کا کوئی بھی تصور نہیں کر سکتا۔ کیا ہم اس افسوسناک سانحہ کے بعد اپنے آپ کو مسلمان کہلانے کے قابل ہیں؟ ہمارے معاشرے میں خرابیاں پیدا ہو گئی ہیں جب تک ہم

اِس سرطان کو جڑ سے اُکھاڑ نہیں پھینکیں گے

صورتِ حال بہتر نہیں ہوگی۔"

یعنی پاکستان کا سارا معاشرہ سرطان بن گیا ہے اور وہ سارے معاشرے کو جڑ سے اُکھاڑ کر پھینک دیں گے! اور یہ کس طرح ہے؟ وہ اُن کوششوں کے نتیجے میں بنا ہے جو وہ مسلسل گزشتہ چند سالوں سے کر رہے تھے۔ آگے فرماتے ہیں:-

ہمارا سب سے بڑا دشمن تعصب ہے۔ ملک کے مشرق و مغرب میں مسلمان، مسلمان کا خون کر رہا ہے۔"

(بحوالہ جنگ — ۸ فروری ۱۹۸۸ء)

پھر آخر پر ایک اقرار ہے جو سینے سے تعلق رکھتا ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ انہوں نے جماعت احمدیہ کے متعلق اعلان کیا اور حکومت پاکستان نے باقاعدہ رسالے جاری کئے جن میں یہ دعویٰ کیا گیا تھا۔ کھلے لفظوں میں کہ "احمدی نہ مسلمان ہیں نہ پاکستانی ہیں۔" یعنی احمدی اسلام کے بھی دشمن ہیں اور پاکستان کے بھی دشمن ہیں۔ اب صدر ضیاء الحق صاحب، ۸ فروری ۱۹۸۸ء کو اس مضمون پہ کیا کہتے ہیں؟ فرماتے ہیں:-

"افسوس ہے کہ چودہ سو سال بعد

ہم مسلمان ہیں نہ پاکستانی ہیں اور نہ انسان رہے ہیں۔

کچھ بھی باقی نہیں۔"

لیکن بڑا ظلم ہے۔ چودہ سو سال سے کیوں بات شروع کرتے ہیں۔ ۱۹۸۴ء سے بات شروع کرنی چاہیئے تھی۔ جب انہوں نے کوششیں کی تھیں یہ ان کا نتیجہ ہے۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوششوں کا نتیجہ نہیں ہے۔ بڑے ظلم کی بات ہے کہ اس مضمون کو وہاں سے شروع کیا جا رہا ہے۔ یہ کہنا چاہیئے کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو انسان کو انسان بنایا اور پھر انسان کو مسلمان بنایا اور مسلمان خدا نما مسلمان بنا دیا اور قوم و وطن کا وفادار بنا دیا۔ انسانیت کی قدروں کا وفادار بنا دیا۔ مذہبی قدروں کا وفادار بنا دیا۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ یہ بات درست ہے جو تحریک حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے شروع فرمائی تھی اُس کے متعلق جائزہ لینا ہو تو تاریخی پس منظر میں جائزہ لیں کہ اس تحریک کا کیا نتیجہ ظاہر ہوا۔ کیسی کیسی برکتیں ظاہر ہوئیں۔ ان کو اپنے زمانے کی بات کرنی چاہیئے۔ کہ میں نے قوم کے سامنے ۱۹۸۰ء میں اس عزم کا اظہار کیا تھا، یہ وعدے کئے تھے، بلند بانگ دعاوی کئے تھے کہ میں ساری قوم کو دوبارہ مسلمان بناؤں گا اور اسلامی معاشرے کو نافذ کروں گا اور پاکستان کی قدروں کو دوبارہ زندہ کروں گا، پاکستان سے وفاداری کے جذبات کو دوبارہ زندہ کروں گا۔ میری کوششوں کے نتیجے میں ایک عظیم پاکستانی قوم منصّۂ شہود پہ اُبھرے گی۔ یہ دعوے کئے تھے۔ مگر میں اب یہ اقرار کرتا ہوں کہ ان سالوں کی کوششوں کے بعد آج مجھے یہ تسلیم کرنا پڑ رہا ہے کہ ان گزشتہ چار پانچ سال کی کوششوں کے بعد

آج ہم مسلمان ہیں نہ پاکستانی ہیں نہ انسان رہے ہیں!

جب انہوں نے پاکستانی قوم کی چھاتی پہ قدم رکھا تھا اور ہر ڈکٹیٹر قوم کی چھاتی پر قدم رکھ کر ہی عروج حاصل کیا کرتا ہے۔ اُس وقت تو یقیناً وہ لوگ مسلمان تھے۔ جو لوگ چند سال پہلے پاکستان گئے ہیں وہ گواہی دیتے ہیں کہ اُس وقت ملک کا حال اور تھا۔ اُس وقت تک انسانی قدریں زندہ تھیں یہ سفاکانہ حالت نظر نہیں آتی تھی جو اس وقت قوم کی حالت ہے۔ اس لئے جس قوم کو انہوں نے پکڑا، پہیر،

وہ مسلمان قوم تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے باوجود اس اکثریت کی مخالفت کے، یہ اعلان کیا تھا کہ میں احمدیوں کو بتا دیتا ہوں کہ وہ اس قوم سے مایوس نہ ہوں۔ اس قوم میں بہت شرافت ہے۔ ان کی اکثریت شرافت رکھتی ہے۔ آپؒ نے جو جائزہ لیا وہ یہ تھا کہ میرے نزدیک ہر سو پاکستانی مسلمانوں میں سے ۹۹ شریف النفس ہیں۔ اور ایک فیصد کی وجہ سے پاکستان بدنام ہو رہا ہے۔ اس لئے ساری قوم کو مردود نہ کرو۔ اس قوم کو ایسے ڈکٹیٹر نے جو قوم کی چھاتی پہ کھڑا ہو گیا، پکڑا اور دعویٰ یہ کیا کہ میں اس کو بہتر مسلمان بناؤں گا۔ بہتر انسان بناؤں گا پھر پاکستانی بناؤں گا۔ اور جو کیا اس کا اقرار یہ ہے کہ "افسوس ہے، نہ ہم مسلمان ہیں، نہ پاکستانی ہیں، نہ انسان رہے ہیں۔"

یہ اقرار پڑھتے ہوئے مجھے غالب کا وہ شعر یاد آ گیا جس نے جب یہ سوچا کہ کتنے اچھے اچھے انسان تھے جو خاک میں دفن ہو گئے اور خاک نے ان کو خاک بنا دیا۔ بڑے بڑے حسین چہرے تھے، بڑے بڑے اعلیٰ دماغ تھے۔ بڑے بڑے وجیہہ اور پُرشوکت انسان تھے بڑے بڑے عظیم الشان راہنما تھے۔ وہ کہاں چلے گئے؟ تو اس کو درد محسوس کر کے اس نے ایک بات کہی ہے۔ اگر یہ درد کے لائق بات ہے تو اس سے بہت زیادہ درد کے لائق یہ بات ہے کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم کو ہاتھوں میں لے کر اس کو یہ کچھ بنا دیا جائے جس کا اقرار کیا جا رہا ہے کہ میں نے بنا دیا ہے! اس وقت مجھے وہ شعر یاد آیا۔ یہ شعر ہی ہے جو ان کے حالات پر صادق آتا ہے

مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ او لئیم!
تُو نے وہ گنج ہائے گراں مایہ کیا کیے

کس قوم کو اپنے ہاتھ میں پکڑا تھا اور کیا بنا کے رکھ دیا!
اس مضمون کے بقیہ حصے کو میں انشاء اللہ اگلے خطبے میں جاری رکھوں گا اور اس کے نتیجے میں ایک بہت اہم اعلان ہے جو میں آخر پر کرنا چاہتا ہوں۔ چونکہ وقت زیادہ ہو چکا ہے اس لئے انشاء اللہ خطبہ کا بقیہ حصہ اگلے جمعہ میں پیش کیا جا سکے گا۔"

عیدالاضحیہ کے موقعہ پر قادیان میں قربانی کا انتظام

حضرت سیدنا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر صاحبِ استطاعت مسلمان پر عیدالاضحیہ کی قربانی دینے کو ضروری قرار دیا ہے۔ اس ارشادِ گرامی کے مطابق صاحبِ استطاعت احبابِ جماعت مقامی طور پر قربانی دیتے ہیں اور بعض دوست یہ خواہش کرتے ہیں کہ ان کی طرف سے عیدالاضحیہ کے موقعہ پر قادیان میں قربانی دینے کا انتظام کر دیا جائے تو امارت مقامی کی طرف سے ہر سال ایسا انتظام کر دیا جاتا ہے۔

لہٰذا ایسے احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ قربانی کی شرائط کو پورا کرنے والے جانور کی اوسط قیمت ان دنوں 450/- روپے تک ہے۔ بعض احباب کی خواہش ہوتی ہے کہ عید کے موقعہ پر اچھے جانور کی قربانی کی جائے تو اس امر کا خیال رہے کہ لازماً ایسے جانور کی قیمت بھی زیادہ ہو گی ——— امیر جماعت احمدیہ قادیان

نام جماعت	رسیدگی	قیام	روانگی	نام جماعت	رسیدگی	قیام	روانگی
پلی پورم	۳۱ ۷/۸۸	۱	۱ ۸/۸۸	کرولائی	۱۰ ۸/۸۸	۱	۱۱ ۸/۸۸
چیتھ کرہ	۱ ۸/۸۸	۱	۲	کالکولم	۱۱	۱	۱۲
کیرالا سیری	۲	۱	۳	کالیکٹ	۱۲	۱	۱۳
پالگھاٹ	۳	۱	۴	موگرال۔ مینگلور	۱۳	۲	۱۵
کوئمباتور	۴	۱	۵	پینگاڈی	۱۵	۳	۱۸
منار گھاٹ	۵	۱	۶	کینانور	۱۸	۲	۲۰
سوریا کی	۶	۱	۷	ٹانور۔ کوڈالی	۲۰	۱	۲۱
الانلیر	۷	۱	۸	کوڈیاتھور	۲۱	۲	۲۳
تھلیسری	۸	۱	۹	کالیکٹ	۲۳	۴	۲۸ ۸/۸۸
وانیمبلم	۹	۱	۱۰	قادیان	۳ ۹/۸۸	-	-

پروگرام دورہ انسپکٹر صاحبان وقفِ جدید

درج ذیل پروگرام کے مطابق وقفِ جدید کے انسپکٹر صاحبان وصولی چندہ وقفِ جدید و اضافہ بجٹ کے سلسلہ میں دورہ کر رہے ہیں۔ تمام احباب سے تعاون کی درخواست ہے۔

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

پروگرام دورہ مکرم محمد عبدالحق صاحب برائے صوبہ اڑیسہ

نام جماعت	رسیدگی	قیام	روانگی	نام جماعت	رسیدگی	قیام	روانگی
قادیان	-	-	۱۸ ۶/۸۸	بھدرک	۶ ۷/۸۸	۲	۸ ۷/۸۸
کٹک	۲۰ ۶/۸۸	۱	۲۱	سورو	۸	۲	۱۰
کوٹ پلہ	۲۱	۱	۲۲	تاراکوٹ۔ ہلدی پدا	۱۰	۲	۱۲
پنکال	۲۲	۳	۲۵	کٹک	۱۲	۲	۱۴
کرڈاپلی	۲۵	۳	۲۸	کیرنگ	۱۴	۴	۱۸
ارکھ پٹنہ	۲۸	۱	۲۹	مانیکاگوڑہ	۱۸	۱	۱۹
تالبر کوٹ	۲۹	۱	۳۰	بھبنیشور	۲۰	۲	۲۲
ڈھینکانال	۳۰	۱	۱ ۷/۸۸	سونگھڑہ۔ کیندراپاڑہ	۲۲	۲	۲۴
سمبل پور	۲ ۷/۸۸	۲	۴	کٹک	۲۴ ۷/۸۸	۲	۲۶ ۷/۸۸
ٹاٹا۔ موسنی بنی	۴	۲	۶	واپسی قادیان			

پروگرام دورہ مکرم مولوی نصیر احمد صاحب خادم برائے صوبہ آندھرا

نام جماعت	رسیدگی	قیام	روانگی	نام جماعت	رسیدگی	قیام	روانگی
چنتہ کنٹہ	-	-	۳۰ ۶/۸۸	تیماپور۔ شوراپور	۲۱ ۷/۸۸	۲	۲۳ ۷/۸۸
وڈمان	۳۰ ۶/۸۸	۱	۱ ۷/۸۸	دیودرگ	۲۳	۱	۲۴
محبوب نگر۔ جڑچرلہ	۱ ۷/۸۸	۲	۳	یادگیر	۲۴	۳	۲۷
حیدرآباد	۳	۶	۹	گلبرگہ	۲۷	۱	۲۸
بنگلور	۹	۳	۱۲	شاہ آباد	۲۸	۰	۲۹
شموگہ	۱۲	۲	۱۵	حیدرآباد	۲۹	۲	۳۱
سورب	۱۵	۱	۱۶	عادل آباد	۱ ۸/۸۸	۱	۲ ۸/۸۸
ساگر	۱۶	۱	۱۷	چندا پور	۲ ۸/۸۸	۱	۳
ہبلی	۱۷	۱	۱۸	ظہیر آباد	۳	۱	۴ ۸/۸۸
بیلگام	۱۸	۱	۱۹				
سادنت واڑی	۱۹	۱	۲۰	واپسی چنتہ کنٹہ			
لونڈا	۲۰	۱	۲۱				

پروگرام دورہ مکرم قاری نواب احمد صاحب برائے صوبہ تاملناڈو کیرالہ

نام جماعت	رسیدگی	قیام	روانگی	نام جماعت	رسیدگی	قیام	روانگی
قادیان	-	-	۸ ۷/۸۸	کرونا گپلی	۲۱ ۷/۸۸	۲	۲۳ ۷/۸۸
مدراس	۱۱ ۷/۸۸	۲	۱۳	آدی ناڈ	۲۳	۱	۲۴
میلاپالیم	۱۵	۱	۱۶	آلیپی	۲۴	۱	۲۵
شیواکاشی	۱۶	۱	۱۷	کوچین	۲۵	۱	۲۶
شنکرن کوئل	۱۷	۱	۱۸	ارناکولم۔ کاکاناڈ	۲۶	۲	۲۸
توتوکورین	۱۸	۱	۱۹	موالی پوزہ	۲۸	۱	۲۹
کوٹار	۱۹	۱	۲۰	ایراپورم	۲۹	۱	۳۰
کوئیلون	۲۰	۱	۲۱	چاواکاڈ	۳۰	۱	۳۱

(آگے کالم ۱ پر)

قسط سوئم (آخری)

تحفظِ ختمِ نبوت کی علمبردار جماعتِ احمدیہ

تقریر مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان برموقعہ جلسہ سالانہ ۱۹۸۷ء

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"پہلے زمانوں میں جو کوئی نبی ہوتا تھا وہ کسی گزشتہ نبی کی اُمت نہیں کہلاتا تھا۔ گو اس کے دین کی نصرت کرتا تھا۔ اور اس کو سچا جانتا تھا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خاص فخر دیا گیا ہے کہ وہ ان معنوں سے خاتم الانبیاء ہیں کہ ایک تو تمام کمالاتِ نبوت اُن پر ختم ہیں۔ اور دوسرے یہ کہ اُن کے بعد کوئی نئی شریعت لانے والا رسول نہیں۔ اور نہ کوئی ایسا نبی ہے جو اُن کی اُمت سے باہر ہو۔ بلکہ ہر ایک جو شرفِ مکالمہ الٰہیہ ملتا ہے۔ وہ اُنہیں کے فیض اور اُنہی کی وساطت سے ملتا ہے۔ اور وہ اُمتی کہلاتا ہے نہ کوئی مستقل نبی۔"

(ضمیمہ چشمۂ معرفت صفحہ ۹)

سامعین کرام! سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آیت خاتم النبیین کا مفہوم یقیناً ہر دوسرے انسان سے زیادہ سمجھنے والے تھے۔ اس لئے آیئے اس اختلاف کا حل ہم بارگاہِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم میں تلاش کریں۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ آیت خاتم النبیین ۵ھ ہجری میں نازل ہوئی اور حضور صلعم کے صاحبزادے حضرت ابراہیمؑ کی وفات ۹ ہجری میں ہوئی۔ اُن کی وفات پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"لَوْ عَاشَ لَكَانَ صِدِّيْقًا نَبِيًّا"

(ابن ماجہ جلد اوّل کتاب الجنائز صفحہ ۲۳۷)

اگر ابراہیمؑ زندہ رہتا تو ضرور صدیق نبی ہوتا۔ اب غور طلب بات یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد اُس وقت فرمایا جبکہ آیت خاتم النبیین چار سال قبل نازل ہو چکی تھی۔ اور حضورؐ اس بات کو اچھی طرح سمجھتے تھے کہ ختم نبوت کا ارشادِ خداوندی آچکا ہے۔ مگر باوجود اس کے آپؐ نے یہ الفاظ فرمائے کہ اگر ابراہیمؑ زندہ رہتا تو ضرور نبی بن جاتا۔ اگر ختم نبوت کا مفہوم وہی ہوتا جو ہمارے مخالف علماء بیان کرتے ہیں تو حضورؐ یوں فرماتے کہ اگر ابراہیم زندہ بھی رہتا تو بھی نبی نہیں ہو سکتا تھا۔ کیونکہ اس میں آیت خاتم النبیین روک ہے۔ مگر حضورؐ نے ایسا نہیں فرمایا بلکہ کہا کہ اگر ابراہیم زندہ رہتا تو نبی بن جاتا۔ یہ اس بات کا قطعی اور یقینی ثبوت ہے کہ آنحضرت صلعم کے خاتم النبیین ہونے کے باوجود اُمتِ محمدیہ میں ایک قسم کی نبوت کا دروازہ کھلا ہے جسے ہم "اُمتی نبی" کہتے ہیں۔

چنانچہ فقہ حنفیہ کے مشہور و زبردست امام ملا علی القاری (۱۰۱۴ھ/۱۶۰۶ء) اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

"لَوْ عَاشَ اِبْرَاهِيْمُ وَصَارَ نَبِيًّا وَكَذَا لَوْ صَارَ عُمَرُ نَبِيًّا لَكَانَا مِنْ اَتْبَاعِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَلَا يُنَاقِضُ قَوْلَهٗ خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ اِذِ الْمَعْنٰى اَنَّهٗ لَا يَاْتِيْ بَعْدَهٗ نَبِيٌّ يَنْسَخُ مِلَّتَهٗ وَلَمْ يَكُنْ مِنْ اُمَّتِهٖ"

(موضوعات کبیر صفحہ ۵۸-۵۹)

یعنی اگر ابراہیم زندہ رہتے اور نبی بن جاتے اور اسی طرح اگر حضرت عمرؓ نبی ہو جاتے تو یہ دونوں آپؐ کے متبعین ہی رہتے۔ پس آنحضورؐ کا یہ قول کہ (ابراہیم زندہ رہتے تو صدیق نبی بنتے) آیت خاتم النبیین کے مناقض نہیں۔ کیونکہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ کوئی نبی نہیں آسکتا (اوّل) وہ جو آپؐ کی ملت کو منسوخ کرنے والا ہو اور (دوم) نہ ہی کوئی ایسا نبی آسکتا ہے جو آپؐ کی اُمت میں سے نہ ہو۔

تو معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریح کے مطابق اُمتِ محمدیہ میں شامل آنحضورؐ کا تابع یعنی اُمتی نبی آسکتا ہے۔ اُس کا آنا ختم نبوت کے منافی اور مخالف نہیں۔ اور یہی عقیدہ حضرت بانیٔ جماعتِ احمدیہ علیہ السلام کا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:۔

"یاد رہے کہ اگر ایک اُمتی کو جو محض پیروی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درجۂ وحی اور الہام اور نبوت کا پاتا ہے، نبی کے نام کا اعزاز دیا جائے تو اس سے مہرِ نبوت نہیں ٹوٹتی کیونکہ وہ اُمتی ہے۔ اور اُس کا اپنا وجود کچھ نہیں۔ اور اس کا کمال نبیٔ متبوعؐ کا کمال ہے۔ اور وہ صرف نبی نہیں کہلاتا بلکہ نبی بھی اور اُمتی بھی۔ مگر ایسے نبی کا دوبارہ آنا جو اُمتی نہیں ختم نبوت کے منافی ہے۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۹ حاشیہ)

پس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مذکورہ ارشاد کی روشنی میں یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ ختم نبوت سے مراد ہر قسم کی نبوت کا بند ہونا نہیں بلکہ صرف وہ نبوت بند ہے جو شریعت والی ہو یا بغیر شریعت کے مستقل نبوت ہو۔ لیکن جو نبوت آنحضرت صلعم کی پیروی سے آپؐ کے ایک اُمتی کو مل سکتی ہے اس کا دروازہ کھلا ہے۔ اس وضاحت کے ساتھ ہی لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ اور اسی مفہوم کی دوسری احادیث کی تشریح بھی ہو جاتی ہے کہ اُن کا بھی مطلب یہی ہے۔

چنانچہ اب میں بزرگانِ اُمت کے صرف چند حوالے پیش کرتا ہوں جس سے جماعت احمدیہ کے مسلک دربارہ ختم نبوت کی تائید ہوتی ہے۔ اور غیر از جماعت علماء کے نظریہ کی تردید۔

★ — سب مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا علمی مرتبہ بہت بلند تھا۔ آپؓ آنحضرت صلعم کی زوجہ مطہرہ تھیں۔ قرآن مجید کے معانی سمجھنے میں خاص ملکہ رکھتی تھیں۔ بڑے بڑے صحابہ آپؓ سے فتویٰ پوچھا کرتے تھے۔ آپؓ فرماتی ہیں:۔

"قُوْلُوْا اِنَّهٗ خَاتَمُ الْاَنْبِيَاءِ وَلَا تَقُوْلُوْا لَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ"

(دُرِّ منثور جلد ۵ صفحہ ۲۰۴)

یعنی اے لوگو! یہ تو کہا کرو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں مگر یہ نہ کہا کرو کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

★ — شیخ الاسلام حضرت ابن قتیبہ (متوفی ۲۶۷ھ) حضرت عائشہؓ کا یہ قول نقل کر کے فرماتے ہیں:۔

"لَيْسَ هٰذَا مِنْ قَوْلِهَا نَاقِضًا لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ لِاَنَّهٗ اَرَادَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ يَنْسَخُ مَا جِئْتُ بِهٖ"

(تاویل مختلف الاحادیث صفحہ ۲۳۶)

یعنی حضرت عائشہؓ کا یہ قول آنحضرت صلعم کے فرمان لا نبی بعدی کے مخالف نہیں کیونکہ حضورؐ کا مقصد اس فرمان سے یہ ہے کہ میرے بعد کوئی ایسا نبی نہیں جو میری شریعت کو منسوخ کر دینے والا ہو۔

★ — برصغیر ہند و پاک کے مشہور محدث اور عالم حضرت امام محمد طاہر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۸۶ھ/۱۵۷۸ء) حضرت عائشہؓ کے اس قول کی تشریح کرتے ہوئے مجمع البحار میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"هٰذَا نَاظِرٌ اِلٰى نُزُوْلِ عِيْسٰى وَهٰذَا اَيْضًا لَا يُنَافِيْ حَدِيْثَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ لِاَنَّهٗ اَرَادَ لَا نَبِيَّ يَنْسَخُ شَرْعَهٗ"

(تکملہ مجمع البحار صفحہ ۸۵)

یعنی حضرت عائشہؓ کا یہ قول اس بناء پر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام بحیثیت نبی نازل ہونے والے ہیں۔ اور یہ قول حدیث لا نبی بعدی کے خلاف بھی نہیں۔ کیونکہ آنحضرت صلعم کی مراد اس قول سے یہ ہے کہ آپؐ کے بعد ایسا نبی نہیں ہوگا جو آپؐ کی شریعت منسوخ کرے۔

★ — قطب الاقطاب امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۰۳۴ھ/۱۶۲۴ء) فرماتے ہیں:۔

"حصولِ کمالاتِ نبوت مر تابعان را بطریقِ تبعیت و وراثت بعد از بعثتِ خاتم الرسل علیہ و علی جمیع الانبیاء والرسل الصلوات والتحیات منافی خاتمیت او نیست فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ"

(مکتوبات امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی جلد اوّل مکتوب نمبر ۳۰۱ صفحہ ۴۳۲)

کہ ختم الرسل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد آپؐ کے متبعین کا آپؐ کی پیروی اور وراثت کے طور پر کمالاتِ نبوت کا حاصل کرنا آپؐ کے خاتم الرسل ہونے کے منافی نہیں۔ لہٰذا

اے مخاطب تو شک کرنے والوں میں سے نہ ہو۔

★ — دُنیائے اسلام کے مشہور و معروف صُوفی اور مصنّف اور ممتاز متکلم حضرت امام عبدالوہاب شعرانی رح (وفات ۹۷۶ھ / ۱۵۶۸ء) فرماتے ہیں :—

"اِعْلَمْ اَنَّ مُطْلَقَ النُّبُوَّةِ لَمْ تَرْتَفِعْ وَ اِنَّمَا ارْتَفَعَ نُبُوَّةُ التَّشْرِيْعِ"

(الیواقیت والجواہر جلد ۲ صفحہ ۳۵)

یعنی جان لو کہ مطلق نبوّت بند نہیں ہوئی۔ صرف تشریعی نبوّت منقطع ہوئی ہے۔

★ — چھٹی صدی ہجری کے ممتاز ہسپانوی مفسّر شیخ اکبر حضرت محی الدین ابن عربی رح (وفات ۶۳۸ھ / ۱۲۴۰ء) فرماتے ہیں :—

"فَمَا ارْتَفَعَتِ النُّبُوَّةُ بِالْكُلِّيَّةِ لِهٰذَا قُلْنَا اِنَّمَا ارْتَفَعَتْ نُبُوَّةُ التَّشْرِيْعِ فَهٰذَا مَعْنٰى لَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ"

(فتوحاتِ مکیہ جلد ۲ صفحہ ۶۴)

یعنی نبوّت کلّی طور پر نہیں اُٹھی۔ اسی لئے ہم نے کہا ہے کہ صرف تشریعی نبوّت اُٹھی ہے اور یہی معنیٰ حدیث لَا نَبِیَّ بَعْدِی کے ہیں۔

اسی طرح آپ نبوّتِ مطلقہ کو جاری قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں :—

"فَاِنَّ النُّبُوَّةَ سَارِيَةٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فِى الْخَلْقِ وَ اِنْ كَانَ التَّشْرِيْعُ قَدِ انْقَطَعَ فَالتَّشْرِيْعُ جُزْءٌ مِنْ اَجْزَاءِ النُّبُوَّةِ"

(فتوحاتِ مکیہ جلد ۲ باب ۷۳ صفحہ ۱۰۰)

کہ نبوّت مخلوق میں قیامت کے دن تک جاری ہے۔ گو تشریعی نبوّت منقطع ہوگئی ہے پس شریعت نبوّت کے اجزاء میں سے ایک جزو ہے۔

اور یہی بات حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ :—

"صرف اس نبوّت کا دروازہ بند ہے جو احکام شریعتِ جدیدہ ساتھ رکھتی ہو یا ایسا دعویٰ ہو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے الگ ہوکر دعویٰ کیا جائے۔ لیکن ایسا شخص جو ایک طرف اس کو خدا تعالےٰ اس کی وحی میں اُمتی بھی قرار دیتا ہے پھر دوسری طرف اس کا نام نبی بھی رکھتا ہے یہ دعویٰ قرآن شریف کے احکام کے مخالف نہیں ہے۔ کیونکہ یہ نبوّت بباعث اُمتی ہونے کے دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت کا ایک ظِل ہے۔ کوئی مستقل نبوّت نہیں۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصّہ پنجم صفحہ ۱۸۰-۱۸۱)

★ — بارہویں صدی کے مجدّد اور ہندوستان میں قرآن مجید کے پہلے فارسی مترجم حضرت سید ولی اللہ شاہ محدّث دہلوی علیہ الرحمۃ۔ (وفات ۱۱۷۶ھ / ۱۷۶۲ء) خدا تعالےٰ کی تفہیم کے ماتحت تفہیماتِ الٰہیہ صفحہ ۵۳ میں تحریر فرماتے ہیں :—

"خُتِمَ بِهِ النَّبِيُّوْنَ اَىْ لَا يُوْجَدُ مَنْ يَّأْمُرُهُ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ بِالتَّشْرِيْعِ عَلَى النَّاسِ"

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اب کوئی ایسا شخص نہیں ہوگا جسے اللہ تعالےٰ لوگوں کے لئے شریعت دے کر مامور فرمائے۔ یعنی شریعتِ جدیدہ لانے والا کوئی نبی نہ ہوگا۔

اور حضرت بانیٔ جماعتِ احمدیہ علیہ السّلام بھی یہی فرماتے ہیں کہ :—

"اب بجز محمدی نبوّت کے سب نبوّتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا۔ اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے اُمّتی ہو۔"

(تجلّیاتِ الٰہیہ صفحہ ۲۵)

★ — اہلِ سُنّت کے ممتاز و منفرد عالم حضرت مولانا ابوالحسنات عبدالحی لکھنوی فرنگی محلی (وفات ۱۳۰۴ھ / ۱۸۸۶ء) اپنی کتاب دافع الوسواس صفحہ ۱۶ میں ختمِ نبوّت کے بارے میں اپنا مسلک یہ تحریر کرتے ہیں کہ :—

"بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مجرّد کسی نبی کا ہونا محال نہیں بلکہ صاحبِ شرعِ جدید ہونا البتہ ممتنع ہے۔"

اسی طرح آپ اپنے ایک فتوے میں فرماتے ہیں :—

"علمائے اہلِ سنّت بھی اس امر کی تصریح کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کے عصر میں کوئی نبی صاحبِ شرعِ جدید نہیں ہوسکتا۔ اور نبوّت آپ کی عام ہے اور جو نبی آپ کے ہمعصر ہوگا وہ متبع شریعتِ محمدیہ کا ہوگا۔"

(مجموعہ فتاویٰ مولوی عبدالحی صاحب جلد اوّل صفحہ ۱۴۴)

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ آپ فرماتے ہیں :—

"کوئی مرتبہ شرف و کمال کا اور کوئی مقامِ عزّت و قرب کا بجز سچی اور کامل متابعت اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم ہرگز حاصل کر ہی نہیں سکتے۔ ہمیں جو کچھ ملتا ہے ظلّی اور طفیلی طور پر ملتا ہے۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۱۳۸)

★ — اسی نظریہ کی تائید کرتے ہوئے مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی (وفات ۱۸۸۰ء) فرماتے ہیں :—

"ظلّی اور اصل میں تساوی بھی ہو تو کچھ حرج نہیں کیونکہ افضلیت بوجہ اصلیت پھر بھی اُدھر (اصل خاتم النبیین کی طرف) ہی رہے گی۔"

(تحذیر الناس صفحہ ۳۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

"اللہ جلّ شانہٗ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحبِ خاتم بنایا۔ یعنی آپ کو افاضۂ کمال کے لئے مُہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا۔ یعنی آپ کی پیروی کمالاتِ نبوّت بخشتی ہے۔ اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے۔ اور یہ قوتِ قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔"

(حاشیہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۷)

اور آپ فرماتے ہیں :—

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اُس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے
اُس نور پر فدا ہوں اُس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

(درثمین اُردو)

خلاصۂ کلام یہ کہ مخالفِ احمدیت علماء ختمِ نبوّت کی ایسی تشریح کرتے ہیں جو قرآن کریم، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور بزرگانِ اُمّت کی منشاء کے صریح خلاف ہے اس لحاظ سے خود مخالفینِ احمدیت ختمِ نبوّت کے منکر ہیں نہ کہ جماعتِ احمدیہ۔ کیونکہ ختمِ نبوّت کے بارے میں جماعتِ احمدیہ کا وہی نظریہ ہے جو قرآن مجید نے بیان کیا۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح فرمایا اور جس پر بزرگانِ اُمّتِ محمدیہ قائم تھے۔ اگر اس نظریے کی بناء پر جماعتِ احمدیہ اور اس کے مقدس بانیؑ کو کافر قرار دے کر دائرۂ اسلام سے خارج اور غیر مسلم سمجھا جاتا ہے تو ہم بصد حق پوچھتی اور معاندین لوگوں سے یہ دریافت کرتے ہیں کہ کیا آج اُن کے کسی عالم میں یہ جرأت ہے کہ وہ اُن بزرگانِ اُمت پر بھی تکفیر کا یہی فتویٰ صادر کریں جن کے حوالے ہم جماعتِ احمدیہ کے مسلک کی تائید میں پیش کر چکے ہیں؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر وہ کس مُنہ سے تحفظِ ختمِ نبوّت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ وہ کیوں مسلمان عوام کو دھوکہ دیتے اور جماعتِ احمدیہ پر الزام تراشی کر کے اس پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑتے ہیں؟ یہ تو وہی بات ہوئی کہ ؎

وہ الزام ہم کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

امرِ واقعہ یہ ہے کہ ختمِ نبوّت کی جو حقیقت جماعتِ احمدیہ کی طرف سے پیش کی جاتی ہے وہ معقول بھی ہے۔ منقول بھی ہے۔ اور اسی سے دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین اور آخری نبی بھی رہتے ہیں۔ لیکن اگر ختمِ نبوّت کے اُس مفہوم کو تسلیم کیا جائے جو غیر از جماعت علماء کی طرف سے پیش کیا جاتا ہے تو اُس کی رُو سے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض ہمیشہ ہمیش کے لئے بند ہو جانا ثابت ہوتا ہے وہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آخری نبی تسلیم کرنا لازم آتا ہے۔ کیونکہ سبھی مخالف علماء حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا آخری زمانے میں نزول تسلیم کرتے ہیں۔ وہ یقیناً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہوں گے۔ اور اُن کو نبوّت کا منصب آنحضرت صلعم کی پیروی سے نہیں بلکہ براہِ راست اور مستقل طور پر ملا ہے۔ اور یہ نبوّت اُن سے چھینی نہیں جائے گی۔ اس صورت میں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام آخری نبی ہوئے نہ کہ آنحضرت صلعم۔ تو کیا کوئی مُحبِ رسول اور باغیرت مسلمان اس بات کو گوارا کر سکتا ہے؟

لیکن ختمِ نبوّت کی جو زندہ حقیقت جماعتِ احمدیہ پیش کرتی ہے دراصل یہی وہ چیز ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا پہلے بھی باعث بنی اور آئندہ بھی آپ کی عظمتِ شان کا باعث ہوگی کہ اب بجز محمدی نبوّت کے سب نبوّتیں بند ہیں۔ روحانیت کے اعلیٰ مقامات، اب صرف اور صرف وہی افرادِ اُمّت حاصل کر سکیں گے جو آپ کے فیض سے فیضیاب اور آپ کے نُور سے منور ہوں گے۔ تا آپ کی حقیقی اور دائمی زندگی کا ثبوت تا قیامت ملتا رہے۔ اور حقیقی رنگ میں آپ کا خاتم النبیین ہونا ثابت ہو۔

پس آج ختمِ نبوّت کے اعلیٰ مقام کی حفاظت میں سرفروشانہ خدمات سر انجام دینے والی جماعت صفحۂ عالم پر صرف اور صرف جماعت احمدیہ ہے جس نے دُنیا کے کفرستانوں اور تثلیث کدوں میں اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی صدائے دلنواز بلند کی جس کے نتیجہ میں وہ لوگ جو کبھی اسلام اور مقدس بانیٔ اسلامؐ کو گالیاں دیتے تھے آج خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی

غلامی پر فخر کرتے اور صبح و شام آپ پر درود بھیجتے ہیں۔ لیکن افسوس ہے مخالفِ احمدیت علماء کی عقل و فہم اور تعصب و حسد پر کہ وہ تمام حقائق کو پسِ پشت ڈال کر ختمِ نبوت کے نام پر جماعتِ احمدیہ کو بدنام اور عالمِ اسلام کو گمراہ کرنے کی کوششوں میں لگے ہوئے ہیں۔ ہم ایسے حاسدین اور معاندین کو یہ جتلا دینا چاہتے ہیں کہ تم سے پہلے تمہارے اکابر علماء نے جو پہاڑوں جیسی شخصیتیں رکھتے تھے، احمدیت کی مخالفت کر کے کیا پھل پایا سوائے حسرت و ناکامی کے۔ اور اب تمہارے مقدر میں بھی سوائے حسرت اور ناکامی کے کچھ نہیں۔ بانیٔ جماعتِ احمدیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"نادان مخالف خیال کرتا ہے کہ میرے مکروں اور منصوبوں سے یہ بات بگڑ جائے گی اور سلسلہ درہم برہم ہو جائے گا۔ مگر یہ نادان نہیں جانتا کہ جو آسمان پر قرار پا چکا ہے، زمین کی طاقت میں نہیں کہ اس کو محو کر سکے۔ میرے خدا کے آگے زمین و آسمان کانپتے ہیں۔۔۔۔ ہر ایک مخالف کو چاہیئے کہ جہاں تک ممکن ہو اس سلسلہ کے نابود کرنے کے لئے کوشش کرے اور ناخنوں تک زور لگا دے۔ اور پھر دیکھے کہ انجام کار وہ غالب ہوا یا خدا۔ پہلے اس سے ابوجہل اور ابولہب اور ان کے رفیقوں نے حق کے نابود کرنے کے لئے کیا کیا زور لگائے تھے، مگر اب وہ کہاں ہیں؟ وہ فرعون جو موسیٰؑ کو ہلاک کرنا چاہتا تھا اب اس کا کچھ پتہ ہے؟ پس یقیناً سمجھو کہ صادق ضائع نہیں ہو سکتا۔ وہ فرشتوں کی فوج کے اندر پھرتا ہے۔ بدقسمت وہ جو اس کو شناخت نہ کرے۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ صفحہ ۱۲۸-۱۲۹)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ؀

ختم شد

ہفتہ قرآن مجید

۴ر جولائی سے ۱۰ر جولائی ۱۹۸۸ء تک تمام جماعتیں پورے اہتمام سے منائیں

ہندوستان کی احمدی جماعتوں کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال "ہفتہ قرآن مجید" ۴ر جولائی سے ۱۰ر جولائی کی تاریخوں میں منانے کا پروگرام مرتب کیا گیا ہے۔ لہٰذا تمام جماعتیں ان تاریخوں میں ہفتہ قرآن مجید منانے کا اہتمام کریں۔ اور قرآن مجید میں فرمودہ احکامات و تعلیمات کی روشنی میں مختلف عنوانات پر اجلاسات میں تقاریر کا انتظام کریں۔ تقاریر کے لئے چند عنوانات درج ذیل ہیں۔

(۱):۔ قرآن کریم دائمی ہدایت ہے (۲):۔ قرآن کریم کی عظمت و شان (۳):۔ قرآن کریم کا دنیا پر احسان (۴):۔ قرآنی تعلیم عالمِ آخرت سے متعلق (۵):۔ ہستی باری تعالیٰ از روئے قرآن مجید (۶):۔ قرآن مجید کی رو سے علم اور معرفتِ الٰہی کے ذرائع۔ (۷):۔ قرآن مجید میں جملہ الہامی کتب کی صحیح تعلیم (۸):۔ قرآن مجید کی رو سے اعمالِ صالحہ و ذکرِ الٰہی کی ضرورت (۹):۔ فلاح و نجات کا سرچشمہ قرآن ہے (۱۰):۔ تقویٰ اللہ اختیار کرنے کا حکم (۱۱):۔ قرآن مجید کی رو سے تربیت اولاد اور اطاعتِ والدین (۱۲):۔ قرآن مجید ایک عالمگیر اور دائمی شریعت ہے۔

تمام عہدیدارانِ جماعت، معلمین و مبلغین کرام سے امید ہے کہ وہ ہفتہ قرآن مجید کے پروگراموں کو پوری شان و اہتمام سے کامیاب بنانے کی کوشش کریں گے۔ اور اپنی رپورٹ نظارت دعوۃ و تبلیغ میں بھجوائیں۔

ایڈیشنل ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

مجلس انصار اللہ مرکزیہ بھارت کا نواں سالانہ اجتماع

انشاء اللہ

۱۹، ۲۰ر اکتوبر ۱۹۸۸ء بروز بدھ، جمعرات منعقد ہوگا

جملہ عہدیداران و اراکین مجالس انصار اللہ بھارت کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ العزیز نے از راہِ شفقت مجلس انصار اللہ مرکزیہ قادیان کو ۱۹، ۲۰ر اخاء ۱۳۶۷ ہش مطابق ۱۹، ۲۰ر اکتوبر ۱۹۸۸ء (بروز بدھ، جمعرات) کی تاریخوں میں نواں سالانہ مرکزی اجتماع کے انعقاد کی منظوری مرحمت فرما دی ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

اس مرکزی اجتماع میں مجالس انصار اللہ بھارت کی صد فیصدی نمائندگی ضروری ہے۔ لہٰذا زعماء کرام ابھی سے اپنے نمائندوں کو بھجوانے کے لئے تیاری شروع کر دیں۔ اور دعا بھی کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اس اجتماع کو ہر جہت سے کامیاب و بابرکت بنائے۔ آمین

صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ قادیان

لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کا تیسرا سالانہ اجتماع

۲۱-۲۲-۲۳ اکتوبر ۱۹۸۸ء کو منعقد ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

جملہ عہدیداران و کارکنات لجنات اماء اللہ بھارت کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ العزیز نے لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے تیسرے سالانہ اجتماع کے لئے ۲۱، ۲۲، ۲۳ر اکتوبر ۱۹۸۸ء کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرما دی ہے۔ الحمد للہ۔

ہر لجنہ اس روحانی اجتماع میں اپنی نمائندہ اور زیادہ سے زیادہ ممبرات بھجوائے۔ نیز اجتماع کے مقابلہ جات میں حصہ لینے کے لئے زیادہ سے زیادہ لجنہ و ناصرات کی ممبرات کو لائحہ عمل ۸۸ء میں دیئے گئے نصاب کے مطابق تیار کر کے لانے کی کوشش کرے۔

چندہ اجتماع جملہ لجنات جلد از جلد چندہ اجتماع شرح کے مطابق وصول کر کے مرکز میں بھجوائیں۔ صاحبِ استطاعت بہنیں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان

سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

تاریخ ہائے انعقاد ۲۱، ۲۲، ۲۳ر اکتوبر ۱۹۸۸ء

سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ العزیز نے مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع کے لئے ۲۱، ۲۲، ۲۳ر اکتوبر ۱۹۸۸ء کی منظوری عنایت فرما دی ہے۔ لہٰذا اجتماع مذکورہ تاریخوں میں قادیان دارالامان میں منعقد ہوگا۔

قائدین کرام اور خدام بھائی ابھی سے اجتماع میں شمولیت کے لئے تیاری شروع کر دیں۔ خلفاء کرام کے بابرکت ارشادات کی روشنی میں ہر مجلس کا نمائندہ اجتماع میں شامل ہونا ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے اس اجتماع کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔

صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

وصایا

نوٹ :- وصایا اس لئے منظوری سے قبل شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو وہ ایک ماہ کے اندر اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو اطلاع دیں۔
سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

وصیت نمبر ۲۸۶۹۹ ـــــ میں عابدہ بیگم زوجہ مکرم شمشیر خاں صاحب قوم پٹھان پیشہ خانہ داری عمر ۲۷ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن موسیٰ بنی مائنز ڈاکخانہ موسیٰ بنی مائنز ضلع سنگھ بھوم صوبہ بہار۔ بقائمی ہوش و حواس بوجبر و اکراہ آج بتاریخ $\frac{10}{88}$ ۲۔ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔
میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔

زیورات طلائی ہار ۱½ تولہ قیمت	۳۰۰۰/-
زیورات نقرئی ۱۱ تولہ قیمت	۴۰/-
حق مہر بذمہ خاوند	۳۰۲۵/-
میزان	۶۰۶۵/-

اس کے علاوہ مجھے اپنے خاوند کی طرف سے ماہوار ۱۰/- روپے جیب خرچ کے طور پر ملتے ہیں۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کرتی ہوں۔ اگر میری آمد میں اضافہ ہو تو اس کے مطابق مجلس کارپرداز کو اطلاع دوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری وصیت تاریخ وصیت سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد　　　الموصیۃ　　　گواہ شد
شمس النساء　　　عابدہ بیگم　　　شیخ ابراہیم

وصیت نمبر ۲۸۴۲۲ ـــــ میں فوزیہ مسرت احمد بنت مکرم سید سجاد احمد صاحب قوم سید پیشہ طالب علم عمر ۲۲ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن رانچی ڈاکخانہ دورندہ ضلع رانچی صوبہ بہار۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ $\frac{9}{88}$ ۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔
میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میری اس وقت غیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میں اس وقت طالب علم ہوں۔ البتہ منقولہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔
(۱):- ایک جوڑی طلائی بندے وزنی ۲ گرام قیمت اندازاً ...... ۱۵۰۰ روپے
(۲):- ایک عدد گھڑی اندازاً قیمت ...... ۳۰۰ "
مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر کوئی جائیداد یا آمد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز قادیان کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد　　　الموصیۃ　　　گواہ شد
سید سجاد احمد　　　فوزیہ مسرت احمد　　　عبد الوکیل انسپکٹر تحریک جدید

وصیت نمبر ۲۸۴۳۶ ـــــ میں سیارہ بی بیوہ مکرم رحمت اللہ صاحب مرحوم قوم مسلمان۔ پیشہ خانہ داری عمر ۶۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن حال یادگیر ڈاکخانہ یادگیر ضلع گلبرگہ صوبہ کرناٹک۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ $\frac{9}{88}$ ۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔
میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔

اس وقت میری غیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں ہے۔ البتہ منقولہ جائیداد درج ذیل ہے۔ جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔

۱- زیور طلائی۔ موہن مالا ایک تولہ چمپا کلی ۲ تولہ کل تین تولہ موجودہ قیمت	۹۰۰۰/- روپے
۲- مہر	۱۲۵/- "
۳- نقد رقم	۶۰۰۰/- "
کل میزان	۱۵۱۲۵/- "

میں مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ مجھے ماہوار مبلغ پچاس روپے گذارہ ملتا ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا (جو بھی ہوگی) ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی رہونگی۔ اگر اس کے بعد میں کوئی مزید آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ قادیان کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد　　　الامۃ　　　گواہ شد یادگیر
منظور احمد　　　سارہ بی　　　محمد الیاس　　　امیر جماعت

وصیت نمبر ۲۸۴۳۷ ـــ میں محمود احمد خادم ولد مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر ۲۷ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ $\frac{4}{88}$ ۲۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔
میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر کل متروکہ منقولہ و غیر منقولہ جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری منقولہ و غیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں۔ اس وقت خاکسار صدر انجمن احمدیہ قادیان کا ملازم ہے جس سے مجھے ماہوار مبلغ ۴۹۶/- روپے ملتے ہیں۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا (جو بھی ہوگی) ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ نیز اگر اس کے بعد میں کوئی مزید آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ قادیان کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

گواہ شد　　　العبد　　　گواہ شد
شاہد احمد قاضی　　　محمود احمد خادم　　　محمد اکبر

وصیت نمبر ۲۸۴۴۰ ـــ میں محمد یوسف قریشی ولد مکرم محمد عبد الرحمن صاحب قریشی قوم احمدی پیشہ ملازمت عمر ۳۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن حیدر آباد۔ ڈاکخانہ حیدر آباد ضلع حیدر آباد صوبہ آندھرا پردیش۔ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ $\frac{2}{88}$ ۱۰ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔
میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس وقت میں ملازم سرکار ہوں میری ماہوار تنخواہ مبلغ دو ہزار روپے ہے۔ میں اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کرتا رہوں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔
اگر آئندہ میں کوئی مزید آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ قادیان کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد　　　العبد　　　گواہ شد
سید نصیر الدین احمد انسپکٹر　　　محمد یوسف قریشی　　　حمید الدین شمس صلعم

تصحیح
بدر پرچہ $\frac{5}{88}$ ۱۹ کے صفحہ ۱۲ پر "ولادت" کے زیر عنوان جو اعلان شائع ہوا ہے اس میں بچے کا نام "محمد انصر جاوید" کی بجائے سہو کتابت سے "محمد نصیر جاوید" لکھا گیا ہے اس فروگذاشت کے لئے ادارہ بدر معذرت خواہ ہے قارئین اپنے اپنے پرچہ میں اس کے مطابق تصحیح کر لیں۔ (ادارہ)

اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
(حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

منجانب:- ماڈرن شو کمپنی ۳۱/۵/۶ لوور چت پور روڈ کلکتہ ۷۳ ۰۰۰

MODERN SHOE CO
31/5/6 LOWER CHITPUR ROAD
PHONE:- 275475
RESI:- 273903
CALCUTTA-700073

دعائے مغفرت

محترم ڈاکٹر محمد حسین ساجد صاحب گذشتہ دنوں امریکہ میں وفات پا گئے ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ اور قابل ڈاکٹر تھے۔ آپ محترم ڈاکٹر حافظ صالح محمد الہ دین صاحب سکندر آباد کے بہنوئی تھے۔ تمام افراد جماعت سے مرحوم ڈاکٹر صاحب کی مغفرت اور پسماندگان خاص طور پر ان کی اہلیہ محترمہ صادقہ ساجد صاحبہ کو صبر جمیل عطا ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (مرزا وسیم احمد)

درخواستہائے دعا

○... مکرمہ انیسہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم نور جہاں صاحب آف راؤڑ کیلا اعانت بدر میں دس روپیہ جمع کرواتے ہوئے اپنے شوہر اور بچوں کی صحت و سلامتی نیز دینی و دنیوی ترقیات کے لئے ○ ـ مکرمہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ آف کیرنگ۔ اپنے شوہر مکرم غلام احمد خاں صاحب ساکن کٹک بنابیشور کی صحت و سلامتی کے لئے ○ ـ مکرم عبد الغفار خاں صاحب آف کٹک دس روپے اعانت بدر میں دیتے ہوئے اپنی صحت اور دینی و دنیوی ترقی کے لئے ○ ـ مکرم شیخ جابر حسین صاحب آف سورو اعانت بدر بیس روپے جمع کرواتے ہوئے دینی و دنیوی ترقی کیلئے قارئین سے درخواست دعا کرتے ہیں۔

(ادارہ)

AUTHORISED DISTRIBUTORS
AUTHORISED DEALERS

"AUTOCENTER":- تار کا پتہ
28-5232
24-1662 ٹیلیفون نمبرز:-

ہر قسم کی گاڑیوں۔ پٹرول و ڈیزل کار، ٹرک، بس، جیپ اور ماروتی کے اصلی پرزہ جات کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں۔

AUTOTRADERS,
15, MANGOE LANE, CALCUTTA -700001-

آٹو ٹریڈرز
۱۵- مینگو لین - کلکتہ ۷۰۰۰۰۱

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج جس کی فطرت نیک ہے آئیگا وہ انجام کار

رائچوری الیکٹریکلز الیکٹرک کنٹریکٹر

RAICHURI ELECTRICALS
(ELECTRIC CONTRACTOR)
TARUN BHARAT CO-OP HOUSE SOCY
PLOT NO-6 GROUND FLOOR, OLD CHAKALA
OPP- CIGARETTE HOUSE ANDHERI (EAST)
BOMBAY-400099
PHONE { OFFICE:- 6348179
RESI :- 629389

اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ
ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے
(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

THE JANTA PHONE -279203
CARDBOARD BOX MFG. CO
MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF
-CARDBOARD.
CORRUGATED BOXES & DISTINCTIVE PRINTERS
15, PRINCEP STREET CALCUTTA-700072.

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز

الرحیم جیولرز

زیر نگرانی:- سید شوکت علی اینڈ سنز

پتہ:-
خورشید کلاتھ مارکیٹ جہانگیری ناظم آباد - کراچی
فون نمبر:- ۶۲۹۴۴۳

"آپ اسلام کے خوبصورت کردار کو حاصل کریں۔"
(ارشاد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ)

AUTOWINGS
15, SANTHOME HIGH ROAD
MADRAS. 600004

آٹو ونگز

PHONE { 76360
74350

یَنۡصُرُكَ رِجَالٌ نُّوۡحِیۡۤ اِلَیۡهِمۡ مِّنَ السَّمَآءِ
{تیری مدد وہ لوگ کریں گے جنہیں ہم آسمان سے وحی کرینگے}
(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکردہ {کرشن احمد، گوتم احمد اینڈ برادرس سٹاکسٹ جیون ڈیلیسنز مدینہ میدان روڈ۔ بھدرک ۔۔۔ ۷۵۶۱۰۰ (اڑیسہ)
پروپرائیٹر:۔ شیخ محمد یونس احمدی ۔ فون نمبر:۔ 294}

"میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں!"
(ارشاد حضرت بانی سلسلہ احمدیہ)

محتاج دعا:۔ اقبال احمد جاوید مع برادران جے ای روڈ لائینز
اینڈ جے ۔ این انٹرپرائزز

NO, 75 - FARAH COMMERCIAL COMPLEX
J.C. ROAD BANGALORE-560002
PHONE :- 228665

"فتح اور کامیابی ہمارا مقدر ہے" (ارشاد حضرت حافظ مرزا ناصر احمد رحمہ اللہ تعالیٰ)

احمد الیکٹرانکس
کورٹ روڈ ۔ اسلام آباد (کشمیر)

(گڈلک الیکٹرانکس)
انڈسٹریز روڈ ۔ اسلام آباد (کشمیر)

اپٹرا ریڈیو ۔ ٹی ۔ وی **اوشا** پنکھوں اور سلائی مشین کی سیل اور سروس

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

- بڑے ہوکر چھوٹوں پر رحم کرو، نہ ان کی تحقیر۔
- عالم ہوکر نادانوں کو نصیحت کرو، نہ خودنمائی سے ان کی تذلیل۔
- امیر ہوکر غریبوں کی خدمت کرو، نہ خود پسندی سے ان پر تکبر۔

M. MOOSA RAZA SAHIB & SONS
6 - ALBERT VICTOR ROAD FORT
GRAM :- MOOSARAZA
PHONE :- 605558 } BANGALORE - 560002

پندرھویں صدی ہجری غلبہ اسلام کی صدی ہے۔
(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

پیشکش:۔

SARA Traders
WHOLE SALE DEALER IN HAWAI & PVC CHAPPALS
SHOE MARKET NAYAPUL HYDERABAD. 500002
PHONE NO - 522860

"قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے" (ملفوظات جلد ہشتم ۳۱)
فون نمبر ۲۹۱۶ ۲ ٹیلیگرام "ALLIED"

الائیڈ پروڈکٹس

سپلائرز:۔ کرشڈ بون ۔ بون میل ۔ بون سینیوس اور ہارن ہوفس وغیرہ
(پتہ)
نمبر ۲/۴/۲۲ عقب کاچی گوڑہ ریلوے سٹیشن حیدر آباد ۲۷ (آندھرا پردیش)

"نماز ساری ترقیوں کی جڑ اور زینہ ہے!"
(ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

AIR ®
CALCUTTA-15

پیش کرتے ہیں:۔
آرام دہ مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل نیز ربر پلاسٹک اور کینوس کے جوتے!